استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بنات اہلسنت لاہور

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

جلد نمبر 3 | جنوری 2012ء | شمارہ 1

زندگی کے بے رحم جھونکے

نہیں بیٹا! میری بہو نافرمان نہیں.....مگر میرے سالن میں پانی زیادہ ڈالتی ہے..... میرا بیٹا تو نوابوں کے ڈیرے پر جدی پشتی نوکر ہے.....مسجد کی انتظامیہ نے اسے دھکے دے کر باہر نکال دیا۔مفلوک الحال شخص کی سچی کہانی.....میرے ملک میں نجانے کتنے ایسے بے بس مارے مارے پھرتے ہیں!

تجدید عہد کیجئے

توہم پرستی اور ماہ صفر

ناشر احناف میڈیا سروس AMS

رعایتی پیکیج

مدارس کی طالبات کے لیے

سفیر احناف متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

کی درج ذیل علمی تحقیقی کتب منظر عام پر آچکی ہیں

- **نماز اہل السنۃ والجماعۃ**: احناف کے طریقہ ادائیگی نماز پر محدثانہ کلام
- **فرقہ بریلویت (پاک وہند) کا تحقیقی جائزہ**: فرقہ بریلویت کے عقائد اور مسائل پر محققانہ نظر
- **فرقہ اہلحدیث (پاک وہند) کا تحقیقی جائزہ**: غیر مقلدین کے عقائد اور مسائل پر محققانہ نظر
- **صراط مستقیم کورس** (بنین، بنات): گرمیوں کی تعطیلات میں اپنے علاقے میں صراط مستقیم کورس منعقد کرائیں سکول وکالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء اور طالبات کے لیے
- **عقائد اہل السنۃ والجماعۃ**: علمائے اہل السنۃ والجماعۃ کی مصدقہ دستاویز
- **خطبات گھمن** (جلد اول): مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کا نمائندہ خطیب بننے کے شائقین کے لیے انمول تحفہ، خطبات جمعہ، جلسہ ہائے عام اور بزم ادب میں تقریر کی تیار کے لیے علمی نکات کا مجموعہ
- **فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ**: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ کی مقبول عام کتاب فضائل اعمال پر چند لامذہب لوگوں کے اعتراضات کا علمی محاسبہ
- **اصول مناظرہ**: اس کتابچے سے مناظرین کو علم مناظرہ کے بنیادی اصولوں سے آگہی ہوگی
- **شہید کربلا اور ماہ محرم فضائل و مسائل** | **قربانی کے فضائل ومسائل**

کل قیمت ..... ~~1250~~

رعایتی قیمت 900

نوٹ: ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا

رابطہ
مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودہا
0321-6353540

احناف ٹرسٹ

زیر سرپرستی

مقتدم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

- قدرتی آفات کے متاثرین کی قانونی دائرے میں رہتے ہوئے ہر ممکن امداد
- عوام الناس کے لیے دینی علمی، اصلاحی اور تاریخی کتب پر مشتمل لائبریریوں کا قیام
- دینی وعصری علوم سے ہم آہنگ اداروں کا قیام
- علماء، مبلغین اور طلباء کی معاشی ضروریات کا انتظام
- باصلاحیت اور مستحق طلباء وطالبات کی تعلیمی کفالت
- بے سہارا، نادار اور مفلس لوگوں کی کفالت
- خواتین کو ہنر مند بنانے کے لیے ووکیشنل سنٹرز کا قیام
- فری ڈسپنسریز کا قیام اور ایمبولینس سروس کی سہولت

اغراض و مقاصد

بینک اکاؤنٹ

Title Abid Jamshaid , Branch Code 0901
Account # 02000002899,Meezan Bank kashmir plaza gujranwala

رابطہ کیلئے

www.ahnaftrust.com,www.alittehaad.org,www.ahnafmedia.com
Email_____ahnaftrust@gmail.com, Cell _____ 0323-6625230

استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بنات اہلسنت لاہور

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

جلد نمبر 3 | جنوری 2012ء | شمارہ 1

معاون مدیر

عابد جمشید رانا

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم۔فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

حافظ محمد کلیم اللہ

فاضل دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا، فاضل شعبہ صحافت جامعۃ الرشید کراچی

زیر سرپرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ حکیم

شاہ محمد اختر دامت برکاتہم

سرکولیشن مینیجر

بشیر احمد قاسمی | مولانا محمود

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر ..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر ..... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ..... سالانہ

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

سالانہ زرتعاون -/240 روپے

منی آڈر بھیجنے کا پتہ

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور ڈویژن گڑھی 0332-6311808

www.islahunnisa.com

islahunnisa@gmail.com

خط وکتابت دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور

ایک نظر میں

تجدید عہد کیجئے 5

اداریہ

زندگی کے بے رحم جھونکے 7

جان عالم سواتی

کوئی محمدی آگیا ہے 12

مہک فاطمہ

اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا طریقہ اور صراط مستقیم 18

مفتی شبیر احمد

شرعی پردہ کا اہتمام بھی کروں گی! 22

اہلیہ مفتی شبیر احمد

منقبت امام اعظم 26

مولانا مقصود احمد حنفی

نماز اہل السنۃ والجماعۃ 27

مولانا محمد الیاس گھمن

ہم اور ہمارا معاشرہ 36

مفتی محمد عنایت اللہ

توہم پرستی اور ماہ صفر 36

مفتی محمد رضوان

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیمینار 45

مولانا محمد کلیم اللہ

حصول علم اور مشکلات 51

ام رومیشہ

حق والوں کی ہے پہچان 53

مولانا مقصود احمد حنفی

مسئلے 54

ڈاکٹر منصور احمد باجوہ

سدا رہے تجھ پہ رحمت کا سایہ 56

امتہ الودود

گوشہ ظرافت 58

غزالاں تم تو واقف ہو 60

درس قرآن

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔ (البقرۃ:106)

ترجمہ:

ہم جو آیت منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے برابر آیت بھیج دیتے ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تشریح: ابتداء اسلام میں کئی مسائل ایسے تھے جن پر عمل ہوتا رہا لیکن بعد میں ان پر عمل باقی نہ رہا بلکہ ان کی جگہ دوسرے احکام نے لے لی۔ پہلی قسم کو "منسوخ" اور دوسری کو "ناسخ" کہتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو افعال مبارک ثابت ہوں تو عمل کا دارومدار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری فعل پر ہوگا۔ یہی قاعدہ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ (م256ھ) نے بیان کیا ہے۔ (صحیح البخاری ج1 ص96)

فقہ حنفی کی بنیاد بھی اسی اصول پر ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ (م150ھ) کے بارے میں منقول ہے کہ آپؒ ناسخ اور منسوخ احادیث کے پرکھنے میں بہت ماہر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری عمل کے حافظ تھے۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ للصیمری ص11)

یہی وجہ ہے کہ اگر دو احادیث میں تعارض نظر آئے تو احناف کا اصول یہی ہے کہ سب سے پہلے ناسخ و منسوخ کی پہچان کی جائے گی۔ اگر تعیین ہو جائے تو منسوخ کو چھوڑ کر ناسخ پر عمل کیا جائے گا۔ اگر یہ متعین کرنا ممکن نہ ہو تو دیگر قرائن و دلائل کی بنیاد پر کسی ایک روایت کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر ترجیح بھی ممکن نہ ہو تو تطبیق دے کر دونوں پر عمل کیا جائے گا۔

(قواعد فی علوم الحدیث للعثمانی ص288تا304)

درس حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

لَا عَدْوَی وَلَا طِیَرَۃَ وَلَا ھَامَۃَ وَلَا صَفَرَ۔ (صحیح البخاری ج2ص850،باب الجذام)

ترجمہ:

ایک بیماری کا (اللہ کے حکم کے بغیر خود بخود) دوسرے کو لگ جانا، بدفالی، (الو وغیرہ کی) بد شگونی اور صفر (کی نحوست وغیرہ) یہ سب باتیں بے حقیقت ہیں۔

تشریح: اس حدیث مبارک میں جن چیزوں کو بے حقیقت کہا گیا ہے ان میں سے ایک "ماہ صفر" کو منحوس سمجھنا ہے۔ اسلام کے اصولوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ثابت ہے کہ کوئی زمانہ، دن یا تاریخ اپنی ذات کے اعتبار سے منحوس نہیں ہے

بہت سے لوگ اس مہینہ کے بارے میں توہمات کا شکار ہیں۔ کچھ لوگ صفر کے آخری بدھ کو خاص ثواب سمجھ کر نفلی روزہ رکھتے ہیں اور شام کو چُوری یا حلوہ پکا کر کھاتے ہیں اور اس کو "چُوری روزہ" یا "پیر کا روزہ" کہتے ہیں۔

بعض علاقوں میں اس دن چھولے یا گندم ابال کر تقسیم کرتے ہیں۔ کچھ ناواقف لوگ اس دن بہت خوشی مناتے ہیں اور اس دن کو اسلامی تہوار کی سی حیثیت دیتے ہیں۔ بعض لوگ اس دن مٹی کے برتن توڑتے ہیں۔

سو یہ باتیں بے بنیاد اور جہالت پر مبنی ہیں۔ لہذا اس دن کو دوسرے دنوں کی نسبت زیادہ افضل سمجھنا اور مذکورہ کام کرنا بدعت ہے۔ کیونکہ یہ سب چیزیں قرآن وسنت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کسی سے ثابت نہیں یہ سب بعد کے لوگوں کی ایجاد ہے اور اپنی طرف سے دین میں ایک اضافہ ہے جو واجب الترک ہے۔

تجدید عہد کیجئے

اداریہ

2011 کا سورج غروب ہوا 2012 کی آمد آمد ہے لیکن یہ بھی رکنے والا نہیں کہ ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں 2012 بھی چلا جائے گا اور بعد میں آنے والے ماہ و سال بھی گزرتے جائیں گے یہ سلسلہ یونہی رہے گا یہاں تک کہ اس کائنات کا خالق اس نظام کی بساط لپیٹ دے گا، ایک لمحہ بھر غور کیجئے ہم بھی رکنے والے نہیں ذرا سوچئے کہ جب 2011 کے دسمبر کا آخری سورج غروب ہوا تو اگر اس کے ساتھ ساتھ ہماری زیست کا چراغ بھی گل ہو جاتا تو۔۔۔؟ ہم نے کیا تیاری کی تھی اس سفر کے لیے؟

حضرت انسان بھی عجیب شے ہے کسی چھوٹے سے طے شدہ سفر پر نکلنا ہو تو اس کے لیے کتنی تیاری کرتا ہے لباس جوتے، توشہ دان، زادراہ، سواری، رفیق سفر۔۔۔ کیا کیا گنوایا جائے، ہم سب اسی نوع سے تعلق رکھتے ہیں اور اس معاملے سے بخوبی آگاہ ہیں

لیکن۔۔۔ کبھی سوچا ہم نے کہ ہم میں سے ہر کسی کو ایک دن اک لمبے۔۔۔ بہت ہی لمبے اور کٹھن سفر پر نکلنا ہے کٹھنائیوں اور صعوبتوں سے بھرپور سفر اور اس پر مستزاد یہ کہ کوئی وقت مقرر نہیں کچھ پتہ نہیں کہ کب اجل کا بلاوا آجائے بیٹھ کر سوچا جائے تو جھرجھری آجاتی ہے جب اس گوشت پوست کے مکان کا مقیم مسافر بنے گا تو یہ سب کچھ اچانک ہی ہو جائے گا اتنی فرصت بھی نہ ملے گی کہ اپنے ابنائے جنس کو اپنا حال ہی بتا سکیں نخل ہائے تمناؤں مرجھائیں گے کہ ان کو آرزوؤں سے سینچنا ممکن نہ رہے گا۔

یادش بخیر۔۔ مالک ارض و سما نے جب ہماری روحوں کو وجود بخشا تھا تو ایک اقرار لیا تھا۔۔ **الست بربکم**۔۔ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تب سب نے یک زبان ہو کر بھلا کیا کہا تھا کیوں نہیں آپ ہی تو ہمارے رب ہیں پھر۔۔۔ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں ڈال کر اس

دنیا میں بھیج دیا گیا۔۔۔ اور۔۔۔ نیک و بد کی پہچان کروا کر۔۔۔ اچھے نتائج سے آگاہ کر کے۔ عمل کی کسوٹی پر خود کو پرکھنے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔

تو۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔؟ کس سے مخفی ہے یہ داستان بے وفائی۔۔۔ سوائے چند سعادت مند روحوں کے اکثریت نے اس عہد کو بھلا ڈالا مالک ارض و سماوات کی یوں علی الاعلان نافرمانی اتنی سرکشی۔۔۔ ایسی بغاوت۔۔۔ الامان والحفیظ۔۔۔ کیا ہو گیا اس نسل انسانی کو۔۔۔؟؟

آدم کے بیٹے بیٹیوں نے اپنے باپ کے دیے گئے سبق کو بھلا دیا۔ تمام نصیحتوں کو اپنے فائدے کی باتوں کو پس پشت ڈال دیا۔ اس ذات رحیم و کریم کو اپنے بندوں کا یوں راہ بھٹک جانا کیونکر پسند ہو گا۔۔۔ اس نے اپنے خاص اور نیک بندوں کو اس عالم فانی میں بھیجا ان کے ذمے یہی تھا کہ بنی نوع انسان کو وہ بھولا ہوا عہد دوبارہ یاد کروائیں۔ یہ سلسلہ چلتا رہا۔۔۔ نیکی اور بدی کی قوتوں میں پنجہ آزمائی ہوتی رہی۔۔۔ چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی کی ستیزہ کاریوں کی ایک لمبی داستان ہے۔۔۔ کہاں تک کہی جائے۔۔۔ تا آنکہ صحرائے عرب میں وہ پھول کھلا جس کی نوید موسیٰ و عیسیٰ نے سنائی تھی اللہ کے بندوں کو اللہ کی غلامی میں دینے کی کوششیں کرنے والی مبعوث من اللہ جماعت کے آخری فرد ہونے کی حیثیت سے اس امی نبی۔۔۔ ہمارے ماں باپ ان پر قربان۔۔۔ نے اس دنیا سے پردہ فرمانے سے پہلے ایک ایسی جماعت تیار کر دی تھی جو آدم کی اولاد کو وہ بھولا ہوا عہد یاد کرواتی رہی۔ اس مقدس جماعت نے یہ ذمہ داری پوری دیانت سے نبھائی اور یہ سلسلۃ الذہب آج تک برابر جاری و ساری ہے۔ صحابہ کرام کی جانشین یہ امت میں اور آپ۔۔۔ ہم سب مرد و زن۔۔۔ ہم سب کو آج وہی بھولا ہوا عہد خود بھی یاد کرنا ہے اور دوسروں تک بھی تجدید عہد کا یہ پیغام پہنچانا ہے چشم تصور وا کیجئے خود کو عظمت و جبروت والی اس ذات کے سامنے کھڑا دیکھئے۔۔۔ آیئے دل کی گہرائیوں سے یہ نعرہ وفا لگایئے۔۔۔ کیوں نہیں آپ ہی ہمارے پرودگار ہیں۔۔۔ سچا پیمان باندھئے کہ اپنی کوتاہیوں گناہوں اور نافرمانیوں کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیں گے جلدی کیجئے اس سے قبل کہ موت کا فرشتہ پیغام روانگی کا جان فرسا حکم سنا دے اور یہ مسافر زیست اس جہاں کو خیر باد کہہ دے جیسے 2011ء ہمیں چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔ کبھی واپس نہ آنے کے لیے۔۔۔!

زندگی کے بے رحم جھونکے

جان عالم سواتی

زندگی محض عیش عشرت، اور موج مستی کا نہیں بلکہ صبر استقامت، خودداری اور عفو ودر گزر کا نام ہے۔ سہولیات زندگی کے سہارے زندگی کے سفر کو طے کرنا کوئی کمال نہیں، لیکن بغیر کسی سہارے اور آسرے کے اس کھٹن سفر کو طے کرنا کارنامہ اور کمال ہے۔ برداشت کے مادے سے ہر قسم کے بُرے حالات کا مقابلہ استقامت، صبر، ایمانداری اور خودداری کرنے والے ہی معاشرے کے اصل ہیرو ہوتے ہیں۔

ہمارا معاشرہ ایسے لاتعداد گمنام ہستیوں سے بھرا پڑا ہے۔ جو زندگی کے تلخیوں کا نہایت دلیری سے مقابلہ کرتے ہیں لیکن کبھی کسی سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ زمانے کی ستم ظرفی کا صبر اور عفو ودر گزر سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہیں، لیکن کبھی کسی سے شکوہ التجا نہیں کرتے، کئی دن بھوکے سو جاتے ہیں لیکن کبھی دہائیاں نہیں دیتے اور یوں اپنے سینوں میں ہزاروں زخموں کو چھپائے رکھے آخر ایک دن موت کے آغوش میں چلے جاتے ہیں اور پیچھے چھوڑ جاتے ہیں ہمارے لیے ایک سبق آموز کہانی۔

سوات سے کراچی آتے ہوئے ایک سفر کے دوران ایسے ہی کردار کے مالک ایک ضعیف العمر شخص سے میری ملاقات ہوئی تھی، جو صبر، استقامت اور خوداری کا جیتا جاگتا ثبوت تھا۔ دوران سفر جب کوچ ہوٹل پر رُکھی تو سب کی طرح میں بھی کھانے کا آرڈر دے کر ایک چارپائی پر بیٹھ گیا۔ شہر سے دور ویرانے میں اس چھپڑا ہوٹل میں اس وقت کافی گہما گہمی تھی۔ چاروں طرف بیٹھے مسافروں کا جایزہ لیتے ہوئے ایک مشہور کہاوت یاد آئی کہ، زندگی ایک سفر ہے یہاں سب کا کارواں ایک ہے لیکن منزلیں سب کی جُدا جُدا ہیں۔ اس کوچ کے سفر کی طرح جس کے مسافروں کا سفر تو مشترکہ ہے لیکن منزلیں سب کی جُدا جُدا ہیں۔ اس کارواں میں کوئی کسی

غم یا پھر کسی خوشی میں شرکت کے لیے سفر پر مجبور ہے تو کوئی محض پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے محو سفر ہے تو کوئی سیر و تفریح کے غرض سے بحالت سفر ہے۔

مسافروں کا طواف کرتے ہوئے میری نظر ایک ضیف العمر شخص پر رکھ گئی۔ سفر کی تکان اور بڑھاپے سے نڈھال یہ شخص جس کی عمر تقریباً ستر برس ہو گی کسی چارپائی پر بیٹھنے کے بجائے زمین پر ایک کونے میں دیوار سے ٹیک لگائے خاموش بیٹھا تھا۔ اس شخص کی مجبوری کو محسوس کرتے ہی میں فوراً اُس کے پاس گیا اور کہا:

بابا جی یہاں کیوں بیٹھے ہو، آجائیں چارپائی پر بیٹھ جائیں۔

بابا جی نے اُمید بھری نظروں سے دیکھ کر نہایت خفیف آواز می کہا:

بیٹا میں یہاں ٹھیک ہوں اگر چارپائی پر بیٹھ گیا تو ہوٹل والے کھانا لا کر سامنے رکھ دیں گے تو کیا آپ کھانا نہیں کھائیں گے۔۔۔؟

نہیں بیٹا میرے پاس پیسے نہیں ہیں، میں تو ٹکٹ کے پیسے بڑی مشکل سے ادھار لے کر کراچی جارہا ہوں۔ نہایت حیرت کے ساتھ میں نے زبردستی بابا کو اُٹھایا اور قریبی چارپائی پر بٹھا کر اُن کے لیے کھانے کا آرڈر دے کر کہا:

بابا جی اب آپ اس سفر میں کھانا، ناشتہ میرے ساتھ ہی کریں گے، ٹھیک۔؟ بابا جی شفقت بھری نظروں سے دیکھتے رہے اور دعائیں دیتے رہے اُس وقت مجھے جس خوشی کا احساس ہو رہا تھا اُسے لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے، دوران سفر میں نے بابا جی سے پوچھا: بابا جی آپ کراچی کسی رشتہ دار کے گھر جارہے ہیں؟

بابا جی نے ایک لمبی سانس لینے کے بعد کہا:

نہیں بیٹا کراچی میں نہ تو میرا کوئی رشتہ دار ہے اور نہ ہی کوئی ذاتی رہائش ہے، تو پھر آپ کہاں جائیں گے، بیٹا لانڈھی میں گل احمد مل کے قریب ایک مسجد ہے میں وہاں جاؤں گا،

کیا آپ مسجد میں موذن ہیں؟

نہیں بیٹا بات کچھ یوں ہے کہ کچھ عرصہ قبل حالات کی ستم ظریفی کی وجہ سے وہاں میں نے چند دن گزارے تھے، وہاں کے لوگ بہت اچھے ہیں اُنہوں نے میری بڑی خدمت کی تھی، میرے لیے چندہ کر کے اُنہوں نے کافی رقم اکٹھی کی تھی، اب ایک بار پھر بحالت مجبوری وہاں جا رہا ہوں۔

باباجی کیا گاؤں میں آپ کا گزر بسر ممکن نہیں ہے۔۔؟ کیا آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔۔؟ جو آپ کے بڑھاپے کا سہارا بنے، بحالت تجسس میں نے کئی سوالات ایک ہی سانس میں پوچھ ڈالے:

باباجی ایک سرد آہ بھر کر کہنے لگے، اللہ کا شکر ہے میں ایک فرمانبردار جوان بیٹے کا باپ ہوں، نہایت خدمتگار بہو کا سسر ہوں، ہم تینوں افراد سوات میں ایک جھونپڑے نما مکان میں ہنسی خوشی رہتے ہیں، لیکن بیٹا۔۔ گھر میں بہو آنے کے بعد میرا گزارا مشکل ہو گیا تھا۔

کیوں باباجی بہو آپ کو تنگ کرتی ہے؟

نہیں بیٹا وہ تو بہت نیک اور ملنسار ہے، لیکن مجھے کھانا دیتے وقت سالن میں بہت زیادہ پانی ملا دیتی ہے اور میرے حصے کی روٹی بھی کم کر دیتی ہے۔

واہ باباجی ایک طرف آپ اپنی بہو کی تعریفیں کر رہے ہیں تو دوسری جانب اُس کے بُرے برتاؤ کی بات کرتے ہیں، آپ اپنے بیٹے سے اُس کی شکایت کیوں نہیں کرتے۔؟

باباجی یک دم جذباتی انداز میں کہنے لگے، نا۔۔ بیٹا میری بہو بہت اچھی ہے، وہ میرے ساتھ جو کچھ کر رہی ہے وہ اُس کی مجبوری ہے۔ میں بھلا اپنے بیٹے سے شکایت کیوں کروں، وہ بے چارا کیا کر لے گا، میرا بیٹا گاؤں کے ایک خان کے پاس جدی پشتی ملازم ہے، غربت کی وجہ سے کوئی اُس کم نصیب کو رشتہ بھی نہیں دے رہا تھا، مجبوراً اُس نے پاس کے گاؤں کی ایک طلاق یافتہ عورت سے شادی کر لی۔ خان میرے بیٹے کو تنخواہ کے عوض صرف دو وقت ایک پلیٹ سالن اور پانچ روٹیاں اور سال میں دو بار چند کپڑے دیتا ہے، اب تم بتاؤ بہو بے چاری ایک پلیٹ سالن کو

تین افراد میں کیسے تقسیم کرے گی، لہذا وہ مجبوراً میرے حصے میں تھوڑا زیادہ پانی ملا دیتی ہے، اس میں اُس بے چاری کا کیا قصور ہے؟ جب گزر بسر میں مشکلات بڑھنے لگی تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ باقی ماندہ زندگی اُسی مسجد کی خدمت میں گزار دوں۔

باباجی اپنی بے بسی، لاچاری، عفو اور حقیقت پسندی پر مشتمل مختصر داستان سنا کر چُپ ہو گئے اور میں تمام سفر سوچتا رہا کہ ہمارے معاشرے میں نجانے ایسے کتنے کردار ہیں جو انتہائی کمپسری کی زندگی گزارنے کے باوجود صبر اور استقامت کا دامن نہیں چھوڑتے، سامنے والے کے بُرے برتاؤ کو حقیقت پسندی کے نظر سے دیکھتے ہوئے عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں، اس طرح کے انسان ہر حال میں خدا کا شکر بجالاتے ہیں، یہی ہمارے معاشرے اصل ہیرو اور حقیقی وارث ہیں۔ کراچی پہنچ کر میں نے ٹیکسی کے پیسے بچا کر باقی تمام رقم باباجی کو دے دی اور انہیں لانڈھی کی بس میں بٹھا کر رخصت کر دیا۔ دل میں عہد کیا کہ وقت نکال کر باباجی سے ملوں گا اور حسب توفیق اُن کی مدد کروں گا۔ کچھ عرصہ بعد کسی کام کے سلسلے میں لانڈھی جانا ہوا تو باباجی سے ملنے کا ارادہ کیا، معلومات کرتے کرتے آخر اُس مسجد میں پہنچا، لیکن باباجی کہیں نظر نہ آئے پوچھنے پر مسجد کے خادم نے بتایا کہ کچھ عرصہ قبل ایک باباجی یہاں آئے تھے جو مسجد میں رہنے کا اسرار کر رہے تھے لیکن کمیٹی والوں نے اُسے مسجد میں رہنے نہیں دیا، اُنہوں نے بہت منت سماجت کی کہ میں مسجد کی دیکھ بھال کروں گا، لیکن کمیٹی والے نہ مانے اور اُنہیں زبردستی باہر نکال دیا، اُس کے بعد کچھ دن تو انہیں مسجد کے باہر دیکھا گیا، لیکن پھر وہ کہیں چلے گئے، پھر دو ہفتے بعد پچھلے محلے کی ویران گلی سے اُن کی لاش ملی، چونکہ وہ لاوارث تھے لہذا مقامی فاونڈیشن والے اُن کی میت کو لے گئے۔ باباجی کی بے آسرا اور افسوس ناک موت کا سن کر میں اپنے ضبط کو قائم نہ رکھ سکا اور بے اختیار رو پڑا، چند لوگ جو ہماری بات چیت سُننے کے لیے اکٹھے ہوئے تھے، آپس میں کہنے لگے یہ شاید اُس بابا کا بیٹا ہے، جواب اُسے تلاش کرنے آیا ہے، عجیب اولاد ہے پہلے بوڑھے باپ کو گھر سے نکال کر در در کی ٹھوکروں پر مجبور کرتے ہیں اور جب وہ بے

آسرا موت مر جاتے ہیں تو مگر مچھ کے آنسو بہاتے ہیں، یہ سُن کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی اور میں چیخ چیخ کر کہنے لگا، ہاں میں اُس کا ایک بے حس بیٹا تھا، تم بھی اُس کے بیٹے تھے، لیکن کسی نے بھی اُس کی مدد نہ کی، وہ تو صبر، استقامت، عفو و درگزر کا شاہکار تھے، لیکن ہم جیسے بے حس اُن کو نہ سمجھ سکے اور بے آسرا چھوڑ دیا بے رحم موت کے لیے، وہ تو آپ لوگوں کی تعریفیں کرتا تھا، افسوس میں نے اُسے یہاں آنے کیوں دیا اور کچھ نہیں تو کم از کم کسی خیراتی ادارے میں ہی داخل کروا دیتا، جہاں وہ پیٹ کے دوزخ سے بے پرواہو کر سکون کی موت تو مر سکتا تھا لیکن شاید اُس کے مقدر میں یہی لکھا تھا۔

کوئی محمدی آگیا ہے

مہک فاطمہ، جھنگ

وہ گلا پھاڑ پھاڑ کر تقریر کر رہا تھا کہ اچانک اس کی زبان بند ہو گئی مجمع میں شور ہوا کہ بولیے چپ کیوں ہو گئے؟ پھر بھی اس کے لبوں پر جیسے خاموشی کی مہر لگ چکی ہو مجمع سے برابر شور بلند ہو رہا تھا کہ بولیے بولیے کیوں چپ ہو گئے؟ اس نے کہا ہم میں کوئی محمدی آگیا ہے۔

یہ یہودیوں کا ایک نامی گرامی خطیب تھا جس کی زبان اچانک بند ہو گئی اور بدحواسی کا شکار ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ کیا اس محمدی کو قتل کر دیں؟ نہیں نہیں قتل مت کرو۔ یہودی خطیب لرزہ بر اندام ہے اور تھر تھر کانپ رہا تھا اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی کافی دیر بعد اس نے کہا؛ او محمد کا کلمہ گو۔ کیا تو میرا مقابلہ کر سکتا ہے؟ اچانک ایک بزرگ کھڑے ہوئے جنہیں دنیا حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کے نام سے یاد کرتی ہے انہوں نے کہا او یہودی تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ گو کے بارے میں سنا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ گو کو نہیں سنا۔

پوچھ کیا پوچھتا ہے لیکن ایک بات یاد رکھ میں بھی تجھ سے ایک سوال کروں گا کیا تو جواب دے گا؟ یہودی خطیب نے کہا کہ ہاں دوں گا۔ حضرت بایزید رحمہ اللہ سٹیج پر چڑھ گئے دونوں آمنے سامنے تھے سلسلہ سوالات یہودی خطیب کی طرف سے شروع ہوا۔

1. ایک بتاؤ جس کا دوسرا نہیں؟

فرمایا اللہ ایک ہے اس کے ساتھ دوسرا نہیں۔

2. دو بتاؤ جس کا تیسرا نہ ہو؟

فرمایا الیل والنہار دن اور رات اس کا تیسرا نہیں۔

3. کہا تین بتاؤ جس کا چوتھا نہیں؟

فرمایا لوح، قلم اور کرسی یہ تین ہیں اس کا چوتھا نہیں۔

4. چار بتاؤ جس کا پانچواں نہیں؟

فرمایا تورات، زبور، انجیل اور قرآن یہ چار ہیں ان کا پانچواں نہیں۔

5. پانچ بتاؤ جس کا چھٹا نہیں؟

فرمایا اللہ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں چھ نہیں۔

6. چھ بتاؤ جس کا ساتواں نہیں؟

فرمایا **خلق السموات والارض وما بینھما فی ستة ایام ثم استوی علی العرش** چھ دن میں زمین آسمان بنائے سات نہیں۔

7. کہا سات بتاؤ جس کا آٹھواں نہیں؟

فرمایا **الم تروا کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا وجعل القمر فیھن نورا وجعل الشمس سراجا**۔ میرا رب کہتا ہے میں نے سات آسمان بنائے اس لیے آسمان سات ہیں اس کا آٹھواں نہیں۔

8. کہا آٹھ بتاؤ جس کا نواں نہیں؟

فرمایا **ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیة** میرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتوں نے پکڑا ہوا ہے 9 نے نہیں

9. وہ نو بتاؤ جس کا دسواں نہیں؟

فرمایا **وکان فی المدینة تسعة رھط یفسدون** حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں 9 بڑے بڑے بدمعاش تھے دسواں نہیں تھا اللہ نے 9 کہا۔

10. کہا وہ دس بتاؤ جس کا گیارہواں نہیں؟

فرمایا حج میں کوئی غلطی ہو جائے تو اللہ نے ہمیں سات روزے وہاں رکھنے اور تین گھر میں رکھنے کا حکم دیا ہے تلک عشرة کاملہ یہ دس ہیں گیارہ نہیں۔

11. وہ گیارہ بتاؤ جس کا بارہواں نہیں؟

فرمایا یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی تھے بارہ نہیں۔

12. وہ بارہواں جس کا تیرہواں نہیں؟

فرمایا سال میں اللہ نے بارہ مہینے بنائے ہیں تیرہ نہیں۔

13. وہ تیرہ جس کا چودہ نہیں؟

فرمایا **رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتھم لی سجدین**۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ میں نے گیارہ ستارے دیکھے ایک سورج دیکھا ایک چاند دیکھا جو مجھے سجدہ کر رہے ہیں یہ تیرہ ہیں چودہ نہیں۔

14. وہ چیز بتاؤ جس کو خود اللہ نے پیدا فرمایا اور پھر اسی کے بارے میں خود ہی سوال کیا؟

فرمایا حضرت موسی علیہ السلام کا عصا ڈنڈا اللہ کی پیداوار ہے لیکن خود اللہ نے حضرت موسی علیہ السلام سے اس کے بارے میں سوال کیا **وما تلک بیمینک یموسی** کہ اے موسی تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔

15. سب سے بہترین سواری کون سے ہے؟

فرمایا سب سے بہترین سواری گھوڑا ہے۔

16. سب سے بہترین دن کون سا ہے؟

فرمایا جمعہ کا دن سب سے بہترین ہے۔

17. سب سے بہترین رات کون سے ہے؟

فرمایا لیلۃ القدر کی رات سب سے بہترین ہے۔

18. سب سے بہتر مہینہ کون سا ہے؟

فرمایا رمضان کا مہینہ سب سے بہترین ہے۔

19. وہ کون سی چیز ہے جس کو اللہ نے پیدا کر کے اس کی عظمت کا اقرار فرمایا؟

فرمایا اللہ نے عورت کو مکار بنایا اور اس کے مکر کا اقرار کیا ان **کیدھن عظیم** عورت کا مکر بڑا زبردست ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ بڑے سے بڑے عقلمند کے قدم اکھاڑنے والی ہو اور کوئی چیز نہیں ہے سوائے عورت کے مکر کے بڑوں بڑوں کی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

20. وہ کون سی چیز ہے جو بے جان مگر سانس لیتی ہے؟

فرمایا **والصبح اذا تنفس** میرا رب کہتا ہے مجھے صبح کی قسم جب وہ سانس لیتی ہے۔

21. وہ کون سی چودہ چیزیں ہیں جنہیں اللہ نے اطاعت کا حکم دیا اور ان سے بات کی؟

فرمایا سات آسمان سات زمین **ثم استوی الی السماء وھی دخان فقال لھا وللارض ائیتا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین** اللہ نے سات زمین سات آسمان بنائے اور ان چودہ کو خطاب کر کے فرمایا میرے سامنے جھک جاؤ تو ان چودہ کے چودہ نے کہا یا اللہ ہم آپ کے سامنے جھک رہے ہیں

22. وہ کون سی چیز ہے جسے اللہ نے خود پیدا فرمایا پھر اللہ نے اسے خرید لیا؟

فرمایا اللہ تعالی نے مسلمانوں کو پیدا کیا اور ان کو خود خرید لیا جنت کے بدلے میں **ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ** اے مسلمان اللہ کی قسم نہ تو بیوی کا ہے نہ تو بچوں کا ہے نہ تو تجارت کا ہے نہ تو صدارت کا ہے نہ تو حکومت کا ہے نہ تو کسی جماعت کا ہے تو اللہ اور اس کے رسول کا ہے تو اللہ اور اللہ کے رسول کا بن کر چلے گا تو یہ سارا نقشہ تیرے تابع ہو کر چلے گا اور اگر تو اللہ اور اس کے رسول سے ٹکرائے گا تو اللہ تجھے ذلیل کر دے گا۔

23. وہ کون سی بے جان چیز ہے جس نے بے جان ہو کے بیت اللہ کا طواف کیا؟

فرمایا نوح علیہ السلام کی کشتی پانی پر چلی اور چلتے چلتے جب بیت اللہ پر آئی اور بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔

24. وہ کون سی قبر ہے جو اپنے مردے کو لے کر چلی؟

فرمایا حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی جو حضرت یونس علیہ السلام کو چالیس دن لے کر اندر چلتے پھرتی رہی وہ قبر کی طرح تھی اور قبر کی طرح چل رہی تھی حضرت یونس علیہ السلام کو پیٹ میں بیٹھا کر نہ مرنے دیا اور نہ بھوکا رکھا نہ پیاسا رکھا نہ بیمار کیا نہ پریشان حضرت یونس امانت بن کے بیٹھے ہوئے ہیں۔

25. وہ کون سی قوم ہے جس نے جھوٹ بولا پھر بھی جنت میں جائے گی؟

فرمایا یوسف علیہ السلام کے بھائی **وجاؤا علی قمیصہ بدم کذب قال بل سولت لکم انفسکم امرا**۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی شام کو آئے اور بکرے کا خون کرتے پر مل کر آئے اور جھوٹ بولا کہ یوسف کو بھیڑیا اٹھا کے لے گیا ہے لیکن حضرت یعقوب کی توبہ اور استغفار کرنے پر اللہ ان کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

26. وہ کون سی قوم ہے جو سچ بولے گی پھر بھی جہنم میں جائے گی؟

فرمایا یہودی اور عیسائی ایک بول میں سچے ہیں یہودی کہتے ہیں عیسائی باطل پر ہیں اور عیسائی کہتے ہیں یہودی باطل پر ہیں اس بول میں دونوں سچے ہیں **وقالت الیھود لیست النصاری علی شیء وقالت النصاری لیست الیھود علی شیء** دونوں سچے ہیں اس بول میں لیکن دونوں جہنم میں جائیں گے۔

یہاں تک پہنچ کر یہودی عالم خاموش ہو گیا اب باری حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کی۔ انہوں نے یہودی عالم کو مخاطب بنا کر ایک سوال کیا کہ

مامفتاح الجنۃ مجھے بتا جنت کی چابی کیا ہے؟

یہودی عالم خاموش ہو گیا تو نیچے مجمع سے لوگوں نے کہا بولتے کیوں نہیں؟ بولو تم نے سوالوں کی بوچھاڑ کی وہ ہر ایک کا جواب دیتا رہا اور آپ ایک کا بھی جواب نہیں دے رہے۔ کہنے لگا؛ جواب مجھے آتا ہے مگر تم مانو گے نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا اگر تو کہے گا تو ہم مان لیں گے۔ اس نے کہا کہ جنت کی چابی تو محمد رسول اللہ ہیں۔

چنانچہ سارا مجمع یہودی خطیب کی یہ بات سن کے حیران ہوا کہ اگر معاملہ یہ ہے تو پھر تم نے آج تلک یہ ہم سے کیوں چھپایا۔ یہودی خطیب تو وہاں سے سرک گیا لیکن وہاں پر موجود سینکڑوں حقیقت پسند اور منصف مزاج لوگوں نے سرکار دوعالم کا کلمہ پڑھ لیا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہودیو آج بھی بایزید کی روحانی اولاد تمہارے سوالات کے جوابات دے رہی ہے لیکن مامفتاح الجنۃ کے سوال کا جواب تم نے چھپا رکھا ہے۔

مائیں توجہ کریں

ابرار الحق آزاد کشمیر وادی نیلم

امام شافعیؒ کے بارے میں کتابوں لکھا ہے کہ جب وہ طویل عرصہ کے بعد اپنے وطن مکہ معظمہ تشریف لائے تو ان کے ساتھ بہت سامال و دولت اور جانور تھے حدیبیہ کے مقام پر ان کی والدہ گرامی نے ان کا استقبال کیا اب ذرا سوچئے کہ اگر ہمارے دور کی کوئی ماں ہوتی تو کیا کرتی یقیناً ڈھول ڈھمکے سے بیٹے کا استقبال کرتی تاکہ حریفوں کے دل جلیں اور پڑوسیوں پر برتری کا اظہار ہو لوگوں کو پتہ چلے کہ ہمارا بیٹا کیا کچھ کما کر لایا ہے مگر حضرت امام شافعیؒ کی والدہ نے مال و دولت کو دیکھ کر فرمایا کہ کل تم مکہ سے فقیر کی صورت میں گئے تھے اور آج امیر بن کر لوٹے ہو تاکہ اپنے چچازاد بھائیوں پر گھمنڈ کرو۔ امام صاحبؒ نے نہایت فرمانبرداری سے پوچھا کہ اماں جان اس دولت کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے فرمایا کہ منادی کرادو کہ بھوکے آئیں اور کھائیں، پیدل چلنے والے آئیں اور سواری لے جائیں، ننگے آئیں اور لباس لے جائیں اسی طرح تمہاری آبرو بڑھے گی اور آخرت کا اجر محفوظ رہے گا۔ امام شافعیؒ نے ماں کے حکم کی تعمیل کی اور سب مال مستحقین میں تقسیم فرمادیا۔ (ندائے منبر و محراب، مولانا محمد اسلم شیخوپوری)

مجلس الشیخ

اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا طریقہ اور صراط مستقیم

ضبط و ترتیب: مفتی شبیر احمد

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات بعد از نماز مغرب مجلس ذکر ہوتی ہے۔ سفیر احناف، متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت فیوضہم وعظ فرماتے ہیں، جس میں حضرت الشیخ زید مجدہم کے مریدین و متعلقین کثیر تعداد میں شرکت کرتے ہیں۔ یکم دسمبر ۲۰۱۱ء کو حضرت کا کیا گیا وعظ افادہ عام کی غرض سے پیش کیا جارہا ہے۔

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کریم ذات ہے۔ جو چیز اپنے بندوں کو عطا کرنا چاہتے ہیں اس کا مضمون بھی عطا فرمادیتے ہیں کہ یہ چیز ان الفاظ کے ساتھ مانگی جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ دینا چاہتے تو مانگنے کا طریقہ کیوں سکھلاتے؟ عطا فرمانا چاہتے ہیں تبھی تو مانگنے کا طریقہ سکھاتے ہیں۔

علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ نے کریم کے چار معانی بیان کئے ہیں:

1: "الذی یعطی بدون الاستحقاق والمنۃ"

مستحق کو دینا کریمی نہیں بلکہ غیر مستحق کو دینا شان کریمی ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے انعام الباری میں ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں جب میں چھوٹا تھا تو ہمارے گھر کے باہر ایک مانگنے والا آیا۔ مجھے والد صاحب نے فرمایا کہ یہ ۱۰۰ روپے جا کر اس کو دے دو۔ میں نے کہا ابا جان! یہ تو مستحق نہیں ہے، اچھی صحت والا ہے۔ ابا جی نے فرمایا اگر استحقاق کی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ ہمیں ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتے، ہم ان چیزوں کے مستحق نہیں جو اللہ تعالیٰ ہمیں دیتے ہیں۔

2: ”الذی یتفضل علینا بدون مسئلۃ ولا وسیلۃ “جو بن مانگے بھی دے اور بن وسیلہ بھی دے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وسیلہ نہ کرے تب بھی دیتا ہے اور اگر وسیلہ کرے تو اللہ تعالیٰ جلدی دیتا ہے۔ اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ وسیلہ کر سکتے ہیں۔

3: ”الذی یتفضل علینا فوق مانتمنیٰ بہ“ جس چیز کی ہماری تمنا وسوچ بھی نہ ہو وہ بھی دے دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر آگ لینے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے نبوت بھی دے دی۔ ان کو اس کی تمنا وسوچ بھی نہ تھی۔

4: ”الذی یتفضل علینا ولا یخاف نفاد ماعندہ“ وہ عطا تو کرے مگر اس کو اپنے خزانے میں کمی کا خدشہ نہ ہو۔ اور یہ مانگنے کا مضمون اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں سکھایا ہے یعنی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ”ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔

اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا بھی ہے:

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ،

اے اللہ! ہمیں حق بھی دکھا اور حق کا حق ہونا بھی دکھا اور باطل بھی دکھا اور باطل کا باطل ہونا بھی ہم پر واضح فرما۔

ایک بات یاد رکھیں کہ صرف حق کا حق معلوم ہونا کافی نہیں بلکہ اس کو مان بھی لے۔ بعض اوقات بندہ حق جان تو لیتا ہے مگر ماننے کو تیار نہیں ہوتا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ”ان کافروں کا یقین تو تھا مگر ضد وعداوت کی وجہ سے مانتے پھر نہ تھے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ.

اے اللہ! صراط مستقیم پر چلا یعنی ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ”الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ“ کے بعد ”صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ کہا نہ کہ صراط القرآن والحدیث، یہ ایسی بات ہے جو ہر کسی کو سمجھ آتی ہے۔

اب جن پر انعام کیا وہ کون ہے؟ تو آگے چل کر ان کا ذکر بھی فرمادیا:

أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ،

یعنی انبیاء کرام، صدیقین، شہداء، صالحین سارے کے سارے انعام یافتہ ہیں۔

"نبی" کون ہے؟ نبی وہ ہوتا ہے جس میں چار صفات پائی جاتی ہیں۔

(۱) انسان ہو (۲) معصوم عن الخطا ہو (۳) مبعوث من اللہ ہو (۴) مفروض الاتباع ہو

"صدیق" کسے کہتے ہیں؟ علامہ آلوسیؒ نے اپنی معرکۃ الاراء تفسیر " روح المعانی "میں صدیق کی تین تعریفات لکھی ہیں۔

(۱) الذی لا یخالف قالہ حالہ "جس کا ظاہر و باطن ایک جیسا ہو"

(۲) الذی لا یتغیر باطنہ من ظاھرہ "جس کا اندر باہر کے ماحول سے متاثر نہ ہوتا ہو" جیسا دیس ویسا بھیس والی بات نہ ہو۔ مثلاً حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ایران کے ساتھ جنگ کے دوران محاذ پر تھے۔ مذاکرات ہو رہے تھے۔ جب کھانا لگے تو کھانے کے دوران حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لقمہ گرا۔ انہوں نے لقمہ اٹھا کر صاف کر کے کھالیا۔ اپنے کچھ ساتھیوں نے کہا حضرت کیا کر رہے ہیں یہ لوگ کی کہیں گے؟ تو حضرت حذیفہؓ نے کیا ہی تاریخی جواب دیا جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا کہ :أاترك سنة حبيبي لهؤلاء الحمقاء " کہ ان بے وقوفوں کی وجہ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دوں؟ ایسا نہیں ہو سکتا۔

لوگ سمجھیں مجھے محروم وقار و تمکین
مگر وہ نہ سمجھے کہ میری بزم کے قابل نہ رہا

الذی یبذل الکونین فی رضائ محبوبہ. جو دونوں جہاں اپنے محبوب پر وار دے

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت فیوضہم سے ایک عرب نے پوچھا حضرت! محبت میں دنیا فنا کرنا، یہ تو سمجھ میں آتا ہے لیکن آخرت کیسے فنا

کرے؟ تو حضرت نے جواب دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نیک عمل کرو تو وہ اللہ کی رضا کے لئے کرو جنت کے لئے نہ کرو۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ تم نے جنت کو اللہ کی محبت پر وار دیا۔

"والشہدا" شہید وہ ہے جو اللہ کی محبت میں جان دے۔ جب اس نے جان دی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ابدی حیات دے دی۔

"والصالحین" یعنی اولیاء۔ ولی وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ایسی سلامت طبع عطا کرے کہ وہ گناہوں سے نفرت کرے اور جب گناہ ہو تو فوراً توبہ کرے۔ حقیقی مؤمن یہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مؤمن کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا جب تجھے تیرا گناہ برا لگے، اور تیری نیکی اچھی لگے سمجھ لے کہ تو مؤمن ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان مقدس ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

متقی ہو تو ایسا

مولانا محمد اشرف

یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو کسی گھر کے دروازے کے سامنے دھوپ میں بیٹھے ہوئے دیکھا، تو میں نے کہا کہ اگر آپ اس دھوپ کو چھوڑ کر گھر کے سائے میں بیٹھ جاتے تو بہتر ہوتا۔ مگر امام صاحبؒ نہ بیٹھے۔ تو میں نے قسم دے کر دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے؟ تو امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اس صاحب مکان پر میرا کچھ قرض ہے۔ میں اپنے مقروض کے گھر کے سائے کے استعمال کو اس وجہ سے مکروہ سمجھتا ہوں کہ کہیں وہ ناجائز اور سود میں نہ آجائے۔ کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ جس قرض سے کوئی نفع حاصل ہو وہ سود ہے۔

(نامور علماء کے مثالی واقعات)

شرعی پردہ کا اہتمام بھی کروں گی!

اہلیہ مفتی شبیر احمد، سرگودھا

بیل کی زوردار آواز سے وہ بڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ آنکھیں مسلتے ہوئے سامنے لگے کلاک کی طرف دیکھا، صبح کے دس بج چکے تھے اور سورج کی کرنیں روشن دان سے چھن چھن کر کمرے میں داخل ہو رہی تھیں۔

"اے خدایا! کس نے مجھے ڈسٹرب کیا ہے؟" وہ غصے سے بڑبڑائی۔

نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے اس کا سر بوجھل ہو رہا تھا، اسی کشمکش میں تھی کہ اچانک بیل ایک مرتبہ پھر چیخ اٹھی۔ جلدی سے فریش ہو کر اس نے گیٹ کھولا۔ سامنے سیاہ برقعہ میں ملبوس خاتون کھڑی تھیں، جس کی صرف آنکھیں ظاہر تھیں، ہاتھ پاؤں سمیت تمام جسم مستور تھا۔

"السلام علیکم!" نووارد خاتون نے پہل کرتے ہوئے مؤدبانہ لہجہ میں کہا۔

"جی.....وعلیکم السلام! معاف کیجئے گا میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔" گہری نظر سے جائزہ لیتے ہوئے اس نے معذرت خواہانہ لہجہ میں جواب دیا۔

"اوہو! آپ نے نہیں پہچانا مجھے؟ میں سدرہ ہوں آپ کی بہترین دوست۔" مہمان خاتون کا لہجہ بدستور مؤدبانہ تھا۔

"کیا!!! آپ واقعی سدرہ؟ ارے! میں عالم خواب میں تو نہیں؟" اپنی چہیتی سہیلی کو اچانک سامنے پا کر حیرت و مسرت کی ملی جلی کیفیت میں اس نے ایک سانس میں کئی سوال داغ ڈالے۔

"نہیں جی آپ اسی جیتی جاگتی دنیا میں موجود ہو، اور میں سدرہ ہی ہوں۔"

مہمان خاتون نے مزاحاً کہا تو دونوں بے اختیار کھل کھلا اٹھیں۔

کرن اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی۔ اس وجہ اس کا ہر ناز و نخرہ برداشت کر لیا جاتا۔ فیش کی دلدادہ اور میک اپ کی شوقین تھی۔ گھر میں راحت و آرام کے تمام اسباب موجود تھے۔ اسی لئے اس کی ہر فرمائش کو پورا کرنا والدین اپنا فرض سمجھتے۔ گھر میں روشن خیالی کا راج تھا۔ آزادی رائے کے اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر ایک من مانی کی زندگی گذار رہا تھا، صوم صلوٰۃ کی پابندی تھی نہ شرعی پابندی کا اہتمام، بلکہ ان کو تو نگاہ عیب سے دیکھا جاتا تھا اور کالج لائف میں تو کرن کی آزاد خیالی عروج پر پہنچ چکی تھی۔ اسی طرح زندگی رواں دواں تھی۔ تعلیم مکمل ہوئی تو والدین نے مناسب جگہ رشتہ تلاش کر کے نہایت دھوم دھام کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا۔ ہزاروں کے اخراجات صرف ویڈیو، میوزک سسٹم اور آتش بازی کے تھے۔ ڈنر اور جہیز کا تو پوچھنا ہی کیا!! مختلف انواع واقسام کی ڈشیں اور لاکھوں کا سامان! الغرض پانی کی طرح پیسہ بہایا گیا۔ حسن اتفاق سے شوہر نامدار پروفیسر تھے اور روشن خیالی میں دو قدم اس سے آگے....

سدرہ اور کرن کی شناسائی ایک تقریب میں ہوئی تھی جو رفتہ رفتہ گہری دوستی میں تبدیل ہو گئی۔ آج پورے دس سال بعد دونوں ایک دوسرے سے مل رہی تھیں۔ دوران گفتگو سدرہ کی یہ بات سن کر تو وہ پھولے نہ سمائی تھی کہ "ایک ہفتہ بعد میری رخصتی ہے جس میں آپ کی شرکت پھول میں خوشبو کی طرح ضروری ہے۔" سدرہ سے ملاقات ..... پھر شادی میں شرکت..... واقعی کرن کی خوشی قابل دید تھی۔

سدرہ کا تعلق ایک دین دار گھرانے سے تھا۔ غضب کی ذہین تھی، قرآن کریم حفظ کر کے عالمہ فاضلہ کا کورس بھی مکمل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حسن صورت و سیرت دونوں سے نوازا تھا۔ البتہ حسن اخلاق اور سلیقہ مندی اس کی نمایاں خصوصیات تھیں، اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ والدین نے اس کی تربیت ہی ایسے خطوط پر کی تھی جو بچوں کو کندن بنا دیتے ہیں۔ بولنا شروع کیا تو "کلمہ طیبہ" کو ورد زبان بنا دیا اور پانچ برس کی عمر میں کھانے پینے سونے، جاگنے کی مسنون

دعائیں اس کو ازبر کرادی تھیں۔گھر میں صوم وصلوٰۃ کی خوب پابندی اور شرعی پردہ کا زبردست اہتمام تھا۔اس وجہ سے بڑے نامور قسم کے مالداروں سے اعراض کرتے ہوئے ایک متقی عالم دین سے اس کا رشتہ طے پایا اور آج اس کی رخصتی کا دن تھا!

"یہ کیسی شادی ہے؟جس میں میوزک کی سریلی دھن ہے نہ آتش بازی کا مظاہرہ.. حد تو یہ ہے کہ ویڈیو تک کا انتظام نہیں کیا گیا.... کیا فرق پڑتا.....زندگی کے ان حسین لمحات کو بطور یادگار محفوظ کر لیا جاتا... آخر ایسے لمحات بار بار تو نہیں آتے۔" تقریب کو رسوم ورواج سے پاک اور لایعنی تکلفات سے آزاد دیکھ کر کرن کی ذہنی روشن خیالی کی ترجمان "زبان" سے یہ الفاظ نکلے۔دوسرے لمحہ اس نے خود کو سنبھالا اور مہمان خواتین میں گھل مل گئی۔

"دیکھو کرن!اگرچہ یہ تمام انتظامات تیرے مزاج کے خلاف تھے..... مگر حق یہ ہے کہ تھے بہت شان دار وپر سکون...یقین جانو!ادھر آکر تو ایمان کو نئی تازگی ملی اور روح بھی خوشی سرشار ہو گئی.... آخر اس کا راز کیا ہے؟.....حالانکہ تقریب بھی سادہ سی تھی..... نہ میوزک کی کان پھاڑتی آواز تھی اور نہ آتش باری کا شور....ویڈیو نام کی کوئی چیز دکھائی نہیں دی بے پردگی کا تو تصور ہی نہیں تھا.....اس قدر باپردہ خواتین اتنی زیادہ تعداد میں؟حالانکہ لوگ تو انہیں دقیانوس اور بنیاد پرست کہتے ہیں.....پھر بھی وہ مطمئن تھیں...کسی کے چہرے پر رنج کے آثار نہیں تھے....لگتا ایسا تھا کہ جہیز نام کی چیز کو تو وہ جانتے ہی نہیں....نماز کس قدر اہتمام سے پڑھی گئی!!!ایک ہم ہیں کہ فرصت میں بھی سجدہ ریز نہیں ہوتے....آخر اس قدر فرق کیوں ہے؟یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا جس نے کرن کے ذہن میں انقلاب برپا کر کے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا اور اب وہ ایک کونے میں بیٹھی ندامت سے آنسوؤں بہاتی اپنے آپ سے سرگوشی کر رہی تھی۔

"اس بھرے مجمع میں ایسا کون ہے جو اس راز کو بے نقاب کر کے میرے اندر ہونے والے انقلاب میں روح پھونک دے۔؟"اس نے سوچتے ہوئے کہا۔اچانک اس کے ذہن میں

ایک آئیڈیا(Idea) آیا مارے خوشی کے وہ اچھل پڑی۔ اگلے لمحہ وہ خالہ جان (سدرہ کی امی) کے سامنے بیٹھی پوری توجہ سے سن رہی تھی۔

"دیکھو بیٹی!" خالہ جان نے بات شروع کرتے ہوئے کہا:" عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ "**شکر المنعم واجب عقلاً**" اپنے محسن کا شکریہ ادا کرنا واجب اور ضروری ہے لیکن ہم اس بات سے غافل ہیں... آج ہم اپنی خواہشات پر عمل کرتے ہوئے من مانی زندگی گذارنے، غیر شرعی کاموں اور رسوم ورواج میں اپنا مال خرچ کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں.... مگر کبھی یہ بھی سوچا کہ ہمارے ان پیسوں سے کتنے اجڑے سہاگ آباد اور کتنی معصوم بہنوں کے ہاتھ پیلے ہو جاتے ؟..اور ہمارے مال کے ساتھ کتنے خاندانوں کی زندگی اور کتنے معصوم بچوں کی خوشیاں وابستہ ہیں ؟...اس بات سے ہم بے خبر کیوں ہیں؟؟... صرف انہی باتوں پر عمل کیا جائے تو معاشرے کی بہت ساری برائیوں کی جڑ کٹ سکتی ہے مگر...." خالہ جان نے چشمہ درست کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سب اس وقت ہو گا جب ہمارا تعلق اللہ کے ساتھ مضبوط ہو گا..ہمارے معاملات صاف ہوں گے... اور اللہ کی رضا کی خاطر اپنے اوپر کی جانے والی ملامت اور طعن وتشنیع کو ہم برداشت کریں گے.... تب ہمیں اللہ تعالیٰ عزت ونصرت کے ساتھ ایمان کی حلاوت بھی عطاء فرمائیں گے۔"

کرن جو یہ تمام باتیں اپنے دل کی تختی پر نقش کر رہی تھیں پر عزم لہجہ میں بولی: "آج سے میں بھی تمام رسوم وفیشن کو پھینک کر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے لگاؤں گی اور.....اور' کھانسی کی وجہ سے اس کی آواز حلق میں اٹک گئی۔"....اور شرعی پردہ کا اہتمام بھی کروں گی!" ساتھ بیٹھی سدرہ نے اس کا کان کھینچتے ہوئے جوں ہی جملہ مکمل کیا تو تینوں کے قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

منقبت امام اعظم

مولانا مقصود احمد حنفی

امام اعظم ابوحنیفہ کی عظمتوں کو سلام لکھوں
ہے دنیا جن کی مقلد اکثر میں کیوں نہ سب کا امام لکھوں
نبی کے بعد ہیں صحابہ افضل صحابہ کے بعد تابعین ہیں
پھر تابعین کی صف اول میں امام اعظم کا نام لکھوں
محدثین کا وہ رہنما تھا اور علم فقہ کا بادشاہ تھا
میں دنیا بھر کے سب اولیاء کواسی کے در کا غلام لکھوں
وہ شب کو جاگیں خدا سے مانگیں ریاضتوں میں کمال ہو گئی
مگر ہیں آنکھوں سے پھر بھی آنسو میں روتا اپنا امام لکھوں
امام مالک امام شافعی امام احمد ہیں مجتہد سب
ہے رفعتوں میں جو سب سے آگے میں پہلے اس کامقام لکھوں
جو کہتے ہیں کہ امام اعظم کی کردوثابت ثقاہت ہم کو
یہ ہیں سوالی عقل سےخالی میں بغض ان کا ناکام لکھوں
مقصود لکھدوں دیوان ان پر ،ہیں جن کے لاکھوں احسان ہم پر
بس ان کی عظمت کو لکھتے لکھتے پھر اپنی زندگی کی شام لکھوں

قسط 1

نماز اہل السنۃ والجماعۃ

مدیر اعلی متکلم اسلام، سفیر احناف مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے نماز کے موضوع پر ایک جامع اور باحوالہ کتاب بنام "نماز اھل السنۃ والجماعۃ" ترتیب دی ہے، کتاب خاصی اہمیت کی حامل ہے افادہ عام کی غرض سے ماہنامہ بنات اہل السنت میں اس کو قسط وار شائع کیا جارہا ہے۔ پہلی قسط ملاحظہ فرمائیں!

اوقات نماز

فجر کا وقت:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ۔

(صحیح مسلم ج1 ص223 باب اوقات الصلوات الخمس)

ترجمہ: نماز صبح کا وقت صبح صادق سے سورج کے طلوع ہونے تک ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلصَّلٰوةِ اَوَّلاً وَآخِراً.....وَاِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِیْنَ یَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔

(جامع الترمذی ج1 ص 40,39 ابواب الصلوۃ باب نمبر 2 بلا ترجمہ، مسند احمد ج7 ص 28 رقم الحدیث 7172)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک نماز کے اوقات کے لئے اول اور آخر ہے۔ فجر کے وقت کی ابتداء طلوع فجر سے ہے اور اس کا آخر وقت طلوع آفتاب تک ہے۔

ظہر کا وقت:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهٖ مَالَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ

(صحیح مسلم ج1 ص223 باب اوقات الصلوات الخمس)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کا وقت اس وقت سے ہے جب سورج ڈھل جائے اور انسان کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے (اور اس وقت باقی رہتا ہے) جب تک کہ عصر کا وقت نہ آجائے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰی اُمِّ سَلْمَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَاهُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَیْكَ ۔

(موطا امام مالک ص5، 6 وقوت الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن رافع رحمہ اللہ وام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے وقت کے متعلق سوال کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں، نماز ظہر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہاری مثل ہو جائے اور عصر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے دو مثل ہو جائے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز ظہر کا وقت تو زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے لیکن نماز موخر کر کے پڑھنی چاہئے اور آخری وقت مثلین تک ہے یعنی جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کے علاوہ دو مثل ہو جائے۔

عصر کا وقت:

نماز ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ۔

(صحیح البخاری ج 1 ص 82، باب من ادرك من الصلاۃ رکعۃ) صحیح مسلم ج 1 ص 221 باب من ادرك رکعۃ من الصلوۃ فقد ادرك تلك الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی اس نے عصر پالی۔

مغرب کا وقت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاص رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ یَغِبِ الشَّفَقُ۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص 223 باب اوقات الصلوات الخمس)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک شفق غائب نہ ہو۔

عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُصَلِّیْ الْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

(صحیح مسلم ج 1 ص 228 باب بیان ان اول وقت المغرب عند غروب الشمس، صحیح البخاری ج 1 ص 79 باب وقت المغرب)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب ادا فرماتے جب سورج غروب ہو جاتا اور پردہ میں چھپ جاتا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے:

ثُمَّ اَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِيْنَ اُذْهِبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ۔

(المعجم الاوسط للطبرانی ج5ص122رقم الحدیث 6787،مجمع الزوائد للهیثمی ج2 ص42باب بیان الوقت، رقم الحدیث1686)

ترجمہ : پھر عشاء کی اذان کہے جب دن کی سفیدی چلی جائے اور وہ شفق ہے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث جس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نماز پڑھانے کا ذکر ہے۔اس میں ہے :

وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ حِيْنَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ حِيْنَ يَسْوَدُّ الْاُفُقُ۔

(سنن ابی داؤد ج1ص63باب فی المواقیت،صحیح ابن حبان ص492 ذکر البیان بان المصطفی لم یسفر بصلوۃ الغداۃ رقم الحدیث1494)

ترجمہ : اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء اس وقت پڑھتے جب افق سیاہ ہو جاتا۔

فائدہ : مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کا وقت سورج غروب ہونے سے شروع ہو جاتا ہے اور شفق ابیض (سفیدی) کے ختم ہونے تک رہتا ہے۔

عشاء کا وقت

عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے سے طلوع فجر تک رہتا ہے:

امامت جبرئیل علیہ السلام والی حدیث جس میں یہ الفاظ ہیں:

وَصَلّٰى بِيَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ۔

(سنن ابی داؤد ج1ص62باب فی المواقیت)

ترجمہ:اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غائب ہو گئی تھی۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهٗ قَالَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا اِفْرَاطُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ؟ قَالَ: طُلُوْعُ الْفَجْرِ۔ (شرح معانی الآثار ج1ص118باب مواقیت الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت عبید بن جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عشاء کا آخری وقت کون سا ہے؟ فرمایا طلوع فجر۔

مستحب اوقات

فجر کا مستحب وقت:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔

(جامع الترمذی ج 1 ص 40 باب ما جاء فی الاسفار بالفجر، سنن ابی داؤد ج 1 ص 67 باب فی وقت الصبح، سنن النسائی ج 1 ص 94 باب الاسفار)

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: فجر خوب اجالا کر کے پڑھا کرو کیونکہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔

نوٹ:

امام محدث جمال الدین محمد ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الزیلعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مضمون کی احادیث حضرت رافع بن خدیج، حضرت بلال، حضرت انس، حضرت قتادہ بن نعمان حضرت ابن مسعود، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حواء الانصاریہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

(نصب الرایہ للزیلعی ج 1 ص 304)

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِبِلَالٍ؛ اَسْفِرْ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يَرَى الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ۔

(مسند ابی داؤد الطیالسی ج1ص511حدیث 1001 ،المعجم الکبیر للطبرانی ج3 ص151 حدیث4288)

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: صبح کی نماز روشنی میں پڑھا کرو یہاں تک کہ لوگ روشنی کی وجہ سے اپنے تیر اندازی کے نشان دیکھ لیں۔

نماز ظہر کا مستحب وقت

گرمیوں میں نماز ظہر کا مسنون وقت:

عَنِ اَبِیْ سعِیْد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَبْرِدُوْا بِالظُّھْرِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ۔

(صحیح البخاری ج 1 ص 77 باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ

(صحیح البخاری ج 1 ص 77 باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر، سنن ابی داؤد ج 1 ص 64 باب فی وقت صلوۃ الظہر، صحیح مسلم ج 1 ص 224 باب استحباب الابراد بالظہر، سنن النسائی ج 1 ص 87 الابراد بالظہر۔۔، جامع الترمذی ج 1 ص 40 باب ماجاء فی تاخیر الظہر فی شدۃ الحر۔ سنن ابن ماجہ ج 1 ص 49 باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر)

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب گرمی زیادہ ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھ لیا کرو، کیوں کہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے ہے۔"

نوٹ:

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس مضمون (ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے) کی احادیث حضرت ابو سعید، حضرت ابوذر، حضرت ابن عمر، حضرت مغیرہ، حضرت صفوان، حضرت ابو موسیٰ، حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔
(جامع الترمذی ج 1 ص 40)

سردیوں میں نماز ظہر کا مستحب وقت:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوۃِ وَاِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔

(سنن النسائی ج 1 ص 87 باب تعجیل الظہر فی البرد، صحیح البخاری ج 1 ص 124 باب اذا اشتد الحر یوم الجمعہ:)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گرمی کے موسم میں نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھتے تھے اور سردی کے موسم میں جلدی ادا فرماتے تھے۔

عصر کا مستحب وقت:

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ تَعْجِیْلاً لِلظُّھْرِ مِنْكُمْ وَاَنْتُمْ اَشَدُّ تَعْجِیْلاً لِلْعَصْرِ مِنْہُ۔

(جامع الترمذی ج 1 ص 42 باب ما جاء تاخیر صلوۃ العصر، مسند احمد ج 18 ص 286 رقم الحدیث 26526)

ترجمہ: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز تم لوگوں سے جلدی پڑھ لیتے تھے اور تم عصر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جلدی پڑھ لیتے ہو۔"

1. عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَادَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً۔

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 65 باب فی وقت صلوۃ العصر، سنن ابن ماجہ ج 1 ص 46 کتاب الصلوۃ۔ ابواب مواقیت الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز کو مؤخر کر کے پڑھتے تھے جب تک سورج سفید اور صاف رہتا۔

2. عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:... فَاِذَا صَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ فَاِنَّهٗ وَقْتٌ اِلٰى اَنْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ۔

(صحیح مسلم ج 1 ص 222 باب اوقات الصلوات الخمس)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم نماز عصر پڑھو تو اس کا وقت سورج کے زرد ہونے تک ہے۔“

مندرجہ بالا احادیث سے واضح ہے کہ عصر کو مؤخر کر کے پڑھا جائے لیکن اتنا مؤخر بھی نہ ہو کہ سورج زرد ہونے لگے۔

مغرب کا مستحب وقت

غروب آفتاب کے بعد بلا تاخیر ادا کرنا مستحب ہے:

1. عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ اِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

(صحیح البخاری ج 1 ص 79 باب وقت المغرب)

ترجمہ: حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سورج چھپتے ہی مغرب پڑھ لیتے تھے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

2. لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَیْرٍ اَوْ قَالَ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَالَمْ یُؤَخِّرُوْا الْمَغْرِبَ اِلٰی اَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُوْمُ ۔

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 66 باب فی وقت المغرب ،سنن ابن ماجہ: ج1 ص50 باب وقت صلوۃ المغرب)

ترجمہ: میری امت بھلائی پر رہے گی یا فرمایا فطرت پر رہے گی جب تک وہ لوگ مغرب کو اس وقت تک مؤخر نہیں کریں گے کہ ستارے نکل آئیں۔

عشاء کا مستحب وقت

نماز عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے:

1. عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یُّؤَخِّرُوْا الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ اَوْ نِصْفِہٖ۔

(جامع الترمذی ج 1 ص 42 باب ماجاء فی تاخیر العشاء الآخرۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں حکم دیتا کہ نماز عشاء کو تہائی رات یا نصف رات تک مؤخر کریں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

2. وَلَا یُبَالِیْ بِتَاخِیْرِ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ ثُمَّ قَالَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ۔

(صحیح البخاری ج 1 ص 77 باب وقت الظہر عند الزوال)

ترجمہ: عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کرنے میں کوئی حرج نہیں پھر فرمایا: نصف رات تک۔

(۔۔۔جاری ہے)

ہم اور ہمارا معاشرہ

مفتی محمد عنایت اللہ ، مقبوضہ جموں کشمیر

آج ساری دنیا میں نماز روزہ زکوۃ اور دیگر احکام اسلام کی اشاعت اور پابندی کے لئے اللہ کے کچھ بندے کوشاں بھی ہیں اور عامل بھی مگر اس کے باوجود امت کے اندر ایک بڑا طبقہ وہ بھی ہے جو یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی دین سے نہ صرف دور بلکہ کافی حد تک بیزار نظر آتا ہے۔ امت کا طبقہ وہ بھی ہے جس نے صرف عقائد اور عبادت کو دین سمجھ لیا اور اپنے نجات اسی میں منحصر سمجھی اور ایک طبقہ نے ایک قدم اور آگے رکھ کر معاملات کو بھی اس میں ملا لیا، پھر کچھ لوگوں نے اخلاقیات کی اصلاح بھی ضروری سمجھی۔ مگر ایک جز ایسا ہے جو اگر یہ کہا جائے کہ ان سب کو عملی جامہ پہنانے کی بنیاد ہے تو شاید جھوٹ نہ ہو گا، وہ ہے معاشرہ کی اصلاح، ہر طرف سے ایک چیخ وپکار ہے ایک واویلا ہے ایک دوسرے کی نفرت ہو رہی ہے بھائی بھائی کا دشمن، پڑوسی پڑوسی سے نالاں، استاد شاگرد سے پریشان، ماں بیٹی پر خفا، ذات پات کی اونچ نیچ، اس تقسیم اور بگاڑ کے جہاں اور سبب ہیں ان میں ایک بڑا سبب یہ سوء معاشرہ ہے کیونکہ اس سے ایک کو دوسرے سے کدروت وانقباض ہوتا ہے انبساط وانشراح کا اعظم مدار ہے۔

قرآن نے اس اونچ نیچ کو یہ کہہ کر قلع قمع کیا تھا "کہ تم میں معزز وہ ہے جو اللہ کے نزدیک متقی ہو" اور ایک دوسرے پر مہربانی کا یہ درس دیا تھا کہ اگر تم کسی مجلس میں بیٹھے ہو بظاہر آنے والے کے لئے کوئی جگہ نہ بھی ہو تب بھی اپنے کو ایسی حرکت دو جس سے کشادگی پیدا ہو جائے۔ معاشرہ کو سلامت رکھنے کے لئے اسلام نے کتنا پیارا درس دیا قرآن پاک کی سورۃ نور میں فرمایا "کہ جب تم کسی دوسرے کے گھر میں جانے لگو (گو اس میں صرف مرد ہی رہتے ہوں) تو اجازت لئے بغیر مت داخل ہو" اس میں اپنے ہم جلیسوں کی کتنی رعایت رکھی گئی ہے اور یہ اصول صرف مسلمان کے گھر میں داخل ہونے کے لئے ہی نہیں بلکہ اگر کبھی اپنے کسی غیر مسلم

کے گھر میں بھی جانے کی ضرورت پڑی تو اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں بھی مت داخل ہونا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو آدمی ساتھ کھا رہے ہوں تو دو چھوارے ایک ساتھ مت اٹھانا (چھوارے تو مثال کے لئے بتائے ہیں مراد ہر وہ پھل جس کو بندہ کئی ایک ساتھ اٹھا سکتا ہے) یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت نہ لے۔

دیکھئے اس میں نہایت خفیف امر سے محض اس وجہ سے کہ کسی کو ناگوار گذرے گا ممانعت فرمادی۔ اسی طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے لہسن پیاز کھایا ہو وہ ہم سے یعنی ہمارے مجمع سے الگ رہے۔ یہ اس وجہ سے کہ کہیں اس کی بدبو سے کسی کو تکلیف نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ لہسن پیاز کھا کر مسجد میں آنا منع فرمایا ہے۔ یہاں میرے وہ بھائی جو بیڑا سگریٹ پینے کے عادی ہوتے ہیں بیڑا سگریٹ پیتے پیتے مسجد کے گیٹ تک آتے ہیں اور گیٹ پر پھینک کر اندر داخل ہوتے ہیں، جو کہ ایک سنگین غلطی ہے اس کو دور کرنا چاہیے۔ اسی طرح کچھ لوگ مجلس کے اندر بیڑا سگریٹ پینا شروع کر دیتے ہیں جبکہ مجلس میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو اس سے تکلیف ہوتی ہے اور یہ پینے والا ایذائے مسلم کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور اپنے کو بڑا ہوشیار اور مہذب سمجھتا ہے جبکہ یہ مجلس کے آداب کے خلاف ہے یہ بیٹھنے والا اس سے بدظن ہو کر باہر آکر اس کی برائی کرے گا کچھ اور لوگ اس کی اس حرکت سے متنفر ہوں گے اور معاشرہ بگاڑ کی راہ پر چل پڑے گا، رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہمان کو اتنی دیر قیام نہیں کرنا چاہے کہ جس سے میزبان تنگ پڑ جائے۔ اسی طرح ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کئی لوگ ایک ساتھ بیٹھ کر کھا رہے ہوں اگر تمہارا پیٹ جلدی بھر جائے تو اپنا ہاتھ مت کھینچو، کیونکہ اس سے دوسرا ساتھی شرم کی وجہ سے ہاتھ روک لے گا جبکہ ابھی اس کا پیٹ نہیں بھرا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ایسا کام نہیں کرنا چاہے جس سے کسی کو شرم آ جائے اس طرح جب کوئی کوئی بات پوچھے صاف کہے بعض آدمیوں کو عادت ہوتی ہے کہ بلا وجہ کسی کو آدھی بات سنا کر پریشان کرتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ در رسالت پر

تشریف لائے دروازہ کھٹکایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون انہوں نے جواب دیا میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں میں کیا ہوتا ہے، یعنی اپنا نام صاف بتانا چاہے تھا اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو الجھن میں نہیں ڈالنا چاہے۔ اسی طرح ایسے دو شخصوں کے درمیان میں نہیں بیٹھنا چاہے جو قصداً الگ بیٹھے ہوں ممکن ہے وہ کوئی ایسی بات کر رہے ہوں جس کو دوسروں سے مخفی رکھنا چاہتے ہوں، ہاں باپ کو بیٹے کی استاد کو شاگرد کی، حاکم کو محکوم کی اصلاح مقصود ہوتی ہے اس لئے وہ ان کی مخفی باتوں پر بھی بغرض اصلاح نظر رکھ بھی سکتے ہیں اور رکھنی بھی چاہے۔ ورنہ یہی اولاد آگے چل کر جب برے ماحول اور معاشرہ میں قدم رکھتی ہے تو پھر سنبھالنا مشکل ہوتا ہے

حدیث پاک میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھینک آتی تو اپنے منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے اور آواز کو پست فرماتے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ مجلس میں اتنی زور سے بھی آواز نہیں اٹھانی چاہے کہ جس سے دوسروں کو اذیت پہنچے۔ ابتدائے اسلام میں جمعہ کے دن غسل کرنا واجب تھا بعد میں یہ وجوب منسوخ ہو گیا۔ مگر مسنون اب بھی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن عام طور پر بھیڑ ہوتی ہے اگر لوگ یوں ہی میلے کچیلے کپڑوں میں آئے جن میں بدبو ہو تو لوگوں کو تکلیف ہو گی اس لئے حکم ہوا کہ غسل کر کے آیا کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ شب برات کی رات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آہستہ سے اٹھے اس خیال سے کہ عائشہ جاگ جائے اور پریشان ہو آہستہ سے نعلین مبارک پہنی، دروازہ آہستہ سے کھولا بند کیا اور باہر تشریف لے گئے اس میں سونے والے کی اتنی احتیاط کی گئی کہ جاگ کر پریشان نہ ہو جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو عورتوں کو لایا گیا جن میں سے ایک نفلی نماز اور روزہ کثرت سے رکھتی تھی مگر اپنے پڑوسیوں کو ستاتی تھی۔ اور دوسری نفلی نماز اور روزہ تو کم رکھتی تھی مگر ہمسائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی کو دوزخی اور دوسری کو جنتی فرمایا۔ ان تمام روایات اور واقعات سے معلوم ہو گیا کہ معاشرہ کی اصلاح کتنی ضروری ہے اس میں عوام تو بکثرت اور خواص بھی کم و بیش مبتلا ہے

لہذا تحریر و تقریر اور اپنے عمل کے ذریعہ سے معاشرہ کے سدھار کے لئے بے حد کوشش ضروری ہے، میں یہاں پر کچھ اداب تحریر کرتا ہوں شاید کہ راقم اور قاری کو اس سے کچھ فائدہ حاصل ہو۔

1. جب کسی کے پاس ملنے یا کچھ کہنے کے لئے جاو اور اس کو کسی کام میں مشغول پاو، مثلا قرآن کی تلاوت کر رہا ہے یا کوئی طالب علم اپنا سبق یاد کر رہا ہے یا سٹڈی کر رہا ہے، یا قصداً تنہائی میں بیٹھا ہے یا سو رہا ہے یا حالات سے معلوم ہو جائے کہ یہ شخص اس وقت کسی سے ملنا نہیں چاہتا تو زبردستی سلام یا کلام کر کے اس کو اپنی طرف متوجہ نہ کرو بلکہ واپس چلے جاو پھر کبھی آو اور اگر کوئی ضروری ہی کام ہو جو ابھی ہونا ضروری ہے تو پہلے ان سے وقت مانگ لو اور بتاو مجھے اتنا وقت چاہے، مگر اس میں بعض لوگ اور غلطی کر جاتے ہیں اجازت مانگے گے دو منٹ کی اور وقت لیں گے ایک گھنٹہ جس سے مخاطب کو تکلیف ہوتی ہے، جب وقت ملے تو اپنی بات جو دو منٹ میں ختم کرنی تھی ڈیڑھ منٹ میں ہی ختم کر لو اور واپس چل پڑو۔

2. جب ک اسی کے انتظار میں بیٹھنا ہو تو اس طور پر مت بیٹھو کہ زبردستی اس کو اپنی طرف مخاطب کرو یا ایسی حرکت مت کرو جس سے اس کو یہ لگے کہ یہ میری انتظار میں ہے جب یہ اپنے کام سے فارغ ہو جائے تب ان سے جا کر ملو۔

3. مصافحہ ایسے وقت مت کرو جب کہ دوسرا کسی ایسے کام میں مشغول ہو کہ اس کو آپ سے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھوں کو خالی کرنا پڑے، مثلاً وہ گارے مٹی کا کام کر رہا تھا اور آپ نے جا کر جھٹ سے سلام کر کے ہاتھ بڑھا دیے اب اس کو صرف آپ سے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھوں کو صاف کرنا اور دھونا پڑے گا جس سے اس کے کام کا حرج ہو گا۔

4. بعض آدمی صاف بات نہیں کہتے بلکہ تکلف کے کنایات استعمال کرتے ہیں اور اسی کو ادب سمجھتے ہیں اس سے فی الحال یا فی المآل پریشانی ہوتی ہے اس لئے بات صاف اور واضح کرنی چاہیے اس سے وقت بھی بچتا ہے اور پریشانی بھی نہیں ہوتی۔

5. بعضے آدمی چپ چاپ آکر پشت کے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں اور مخاطب کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اس کے پیچھے کوئی بیٹھا ہے یہ مجلس کی خیانت ہے۔

6. بعض آدمی مسجد میں ایسی جگہ نیت باندھ لیتے ہیں کہ گذرنے والوں کا راستہ بند کر لیتے ہیں مثلا دوازے کے سامنے یا بالکل دیوار سے مل کر کہ گذرنے والا سامنے سے تو گذر نہیں سکتا اگر گھوم کر آتا تب بھی اس کی پشت سے جانے کا راستہ نہیں ہے اب یا تو گناہ کر کے سامنے سے گذرے گا اور یا پھر بلاوجہ اس کے انتظار میں اندر ہی اندر کڑھتا رہے گا۔

7. کسی کے پاس جاو تو سلام کر کے یا کلام کر کے سامنے آکر اپنے آنے کی اطلاع دو اور یہ ایسی جگہ ہے جہاں عام طور پر آیا جاتا ہے مثلاً مسجد خانقاہ وغیرہ ورنہ گھر میں تو بغیر اجازت کے داخل ہونا ہی منع ہے، اگر مجلس میں بغیر اطلاع کے آکر بیٹھ گئے تو ممکن ہے کہ وہ آپ سے کوئی بات پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے مگر آپ دھوکہ سے اس پر مطلع ہو گے ہاں کسی کو ضرر پہنچانے کی بات ہو رہی ہو تو اس کو ہر طرح سنانا درست ہے تا کہ اس کے شر سے محفوظ رہ سکیں ۔

8. کسی ایسے شخص سے کوئی ایسی چیز مت مانگو کہ جس کے بارے میں معلوم ہو کہ یہ دے گا نہیں مگر مجھے انکار بھی نہیں کر سکتا اگر چہ یہ مانگنا قرض ہی کیوں نہ ہو، آپ کے لحاظ میں آکر وہ مجبور ہو گا اسی طرح کسی کی سفارش بھی مت کرو جہاں لگتا ہو کہ یہ میرے سامنے شرما حضوری میں یہ کام کرے گا مگر یہ کام کرنا نہیں چاہتا ایسی کاموں میں آج کل بہت بے احتیاطی ہو رہی ہے۔

9. اگر کسی بزرگ کا یا استاد کا یا اپنے باپ کا جوتا اٹھانا ہو تو جب وہ جوتا نکال لے تب اٹھاو اس کی طرف جھپٹو مت کہیں اس کو تم سے تکلیف نہ پہنچے۔

10. کسی کے پاس بیٹھنا ہو تو نہ اس قدر مل کر بیٹھو کہ اس کا دل گھبرا جائے اور نہ اتنا دور بیٹھو کہ اس کو آپ کی بات سمجھ میں نہ آئے۔

توہم پرستی اور ماہ صفر

مفتی محمد رضوان

آج پھر مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کی کمی اور مشرکوں وغیر مذہبوں کے ساتھ رہنے سہنے کی وجہ سے بعض ایسے خیالات پیدا ہو گئے ہیں جن کا دین و شریعت سے دور کا بھی واسطہ نہیں اس کے نتیجے میں آج بھی زمانہ جاہلیت کے ساتھ ملتی جلتی مختلف توہم پرستیاں ماہ صفر کے بارے میں پائی جاتی ہیں۔

تیرہ تیزی اور ماہ صفر:

1۔ بعض لوگوں نے اور خصوصا خواتین نے تو اس مہینہ کا نام ہی تیرہ تیزی رکھ دیا ہے اور اس مہینہ کو اپنے گمان میں تیزی کا مہینہ سمجھ لیا ہے اس کی حتمی اور قطعی وجہ تو معلوم نہیں ہو سکی کہ اس کو تیرہ تیزی کا مہینہ کیوں کہا جاتا ہے؟ ممکن ہے کہ اس کو یہ نام اس وجہ سے دیا گیا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض وفات اس مہینہ میں شروع ہوا وہ مشہور روایت کے مطابق تیرہ دن جاری رہا جس کے بعد آپ کا وصال مبارک ہوا یہاں سے جہلاء نے شاید یہ سمجھ لیا ہو کہ آپ کے ان تیرہ دنوں میں مرض کی شدت اور تیزی کی وجہ سے یہ مہینہ سب کے حق میں بھاری یا تیز ہو گیا۔ اگر یہ بات ہے تو یہ سراسر جہالت اور توہم پرستی کا شاخسانہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں اور ایسا عقیدہ رکھنا سخت گناہ ہے۔

2۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اس مہینے کے ابتدائی تیرہ روز خاص طور پر بہت زیادہ سخت اور تیز یا بھاری ہوتے ہیں اس وجہ سے یہ لوگ صفر کے مہینہ کی پہلی تاریخ سے لے کر تیرہ تاریخ تک کے دنوں کو خاص طور پر منحوس سمجھتے ہیں اور بعض جگہ اس مہینہ کی تیرہ تاریخ کو چنے یا گندم ابال کر یا چوری بنا کر تقسیم کرتے ہیں تاکہ بلائیں ٹل جائیں یہ بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں

کے ابتدائی ان تیرہ دنوں کے متعلق اس غلط خیالی کی وجہ سے اس مہینہ کو تیرہ تیزی کا مہینہ کہا گیاہو یہ بھی شریعت پر زیادتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی تمام چیزوں کی نفی فرمائی۔

ماہ صفر اور جنات کا آسمانوں سے نزول

بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ اس مہینے میں لنگڑے لولے اور اندھے جنات آسمان سے اترتے ہیں اور چلنے والوں کو کہتے ہیں کہ بسم اللہ کر کے قدم رکھو کہیں جنات کو تکلیف نہ ہو۔

ماہ صفر اور قرآن خوانی

ماہ صفر کو منحوس سمجھنے کی وجہ سے بعض گھروں میں اس لیے قرآن خوانی کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ اس مہینہ کی بلاؤں اور آفتوں سے نجات رہے مذکورہ بالا نظریہ کی بنیاد پر قرآن خوانی کرنا اپنی ذات میں بھی جائز نہیں کیونکہ مذکورہ نظریہ ہی شرعا باطل ہے اور شریعت نے واضح کر دیاہے کہ اس مہینہ میں نہ کوئی نحوست ہے اور نہ کوئی بلاہے اور نہ ہی کوئی جنات کا آسمان سے نزول ہوتا ہے۔

ماہ صفر اور شادی بیاہ

بعض لوگ صفر کے مہینہ میں شادی بیاہ اور دوسری خوشی کی تقریبات منعقد کرنے اور اہم کاموں کا افتتاح اور ابتداء کرنے سے پرہیز کرتے ہیں کہا جاتا ہے کہ صفر میں کی ہوئی شادی صِفر یعنی ناکام اور نامراد ہو گی چنانچہ صفر کا مہینہ گزرنے کا انتظار کیا جاتا ہے اور پھر ربیع الاول کے مہینہ سے اپنی تقریبات شروع کر دیتے ہیں اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ صفر کے مہینے کو نامبارک اور منحوس سمجھا جاتاہے یہ بھی باطل اور توہم پرستی میں داخل ہے۔

لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صفر کے مہینہ میں خوشی کی کوئی تقریب انجام دینے سے بابرکت نہیں ہو گا یا اچھے نتائج برآمد نہیں ہوں گے اور اس میں بہت سے دین دار اور مذہبی لوگ بھی مبتلا ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی اس مہینہ میں شادی کرے تو اسے بہت معیوب سمجھا جا

تا ہے اور طرح طرح کی باتیں بنائیں جاتی ہیں حالانکہ یہ سوچ غلط ہے لہذا اس خیال کو دل و دماغ سے نکالنا چاہیے شریعت میں کہیں صفر کے مہینہ میں نکاح سے منع نہیں کیا گیا کیونکہ نکاح تو ایک اہم عبادت ہے اس سے کیسے منع کیا جا سکتا ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ بندہ نکاح کر کے اپنا آدھا دین محفوظ کر لیتا ہے۔

(مشکوۃ بحوالہ بیہقی)

ایک حدیث میں ہے کہ تم میں جو بھی حقوق زوجیت ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہو وہ نکاح ضرور کرے کیونکہ اس نے نگاہ میں احتیاط آتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔

(بخاری، مسلم)

ایک روایت میں یوں ہے کہ نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت پر عمل نہیں کیا تو وہ مجھ میں سے نہیں۔

(ابن ماجہ)

اور ایک حدیث میں نکاح کو تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت اور طریقہ بتلایا گیا ہے

(ترمذی کتاب الطب)

لہذا اس مہینہ میں بھی نکاح کی عبادت کو انجام دینا چاہیے تا کہ ایک غلط عقیدہ کی تردید ہو جس میں اچھے کام کی عملی تبلیغ بھی ہے جس کا ثواب بہت زیادہ ہے اور جو لوگ ایسے وقت میں جب اس مہینہ میں نکاح کے رواج کو تقریبا چھوڑا جا چکا ہے اس کار خیر کی بنیاد ڈالیں گے اور ایسے وقت جو لوگ صفر میں نکاح کر کے صفر میں نکاح کے جائز اور عبادت ہونے کے مردہ طریقہ کو زندہ کریں گے وہ بہت بڑا اجر پانے کے مستحق ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے میرے طریقہ پر عمل کیا میری امت کے فساد (یعنی جہالت اور بدعات فسق و فجور) کے غلبہ کے وقت اس کو سو شہیدوں کے برابر اجر ملے گا۔

(مشکوۃ)

ایک حدیث مبارک میں ہے کہ جس نے اسلام میں اچھے طریقہ کی بنیاد ڈالی (اور اچھا طریقہ جاری کیا جس کی بعد میں دوسروں نے پیروی کی) تو اس شخص کو اس عمل کا ثواب حاصل ہو گا لیکن ان اعمال کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گے اور جس شخص نے کسی برے طریقہ کی بنیاد ڈالی (برا طریقہ جاری کیا تو اس پر اس برے طریقہ کا وبال ہو گا اور جو لوگ اس کی اتباع میں) اس پر عمل کریں گے ان کا وبال بھی ان پر ہو گا لیکن ان دوسروں کے وبال میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

(مسلم، ترمذی)

ایک لطیفہ

ایک بادشاہ اپنے غلام سے کہہ رکھا تھا کہ تو صبح سویرے مجھے اپنی صورت نہ دکھایا کر اس لیے کہ تو منحوس ہے ورنہ تیری نحوست کا مجھ پر شام تک اثر رہے گا ایک دن اتفاق سے وہ غلام صبح سویرے کسی کام سے بادشاہ کے پاس چلا گیا اور بادشاہ نے اس کو تنبیہ کی اور حکم دیا کہ اس کو شام تک کوڑے لگائے جائیں۔

شام ہونے پر بادشاہ نے کہا آئندہ صبح سویرے مجھے اپنا منہ مت دکھانا اس لیے کہ تو منحوس ہے۔ غلام نے کہا بادشاہ سلامت منحوس میں نہیں ہوں بلکہ آپ ہیں اس لیے کہ آج صبح میں نے آپ کا چہرہ دیکھا تھا اور آپ نے میرا چہرہ دیکھا تھا آپ کا چہرہ دیکھنے سے مجھے یہ صلہ ملا کہ شام تک کوڑے لگتے رہے اور میرا بابرکت چہرہ دیکھنے کے بعد آپ صبح سے شام تک صحیح سلامت رہے۔

☆☆☆

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیمینار

رپورٹ؛ مولانا محمد کلیم اللہ

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ لاہور ڈویژن کے زیر اہتمام مورخہ 11 دسمبر کو لاہور کے ایک مقامی ہوٹل میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سیمنیار کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک بھر کی عظیم علمی مذہبی اور روحانی شخصیات نے شرکت کی۔

چونکہ یہ سیمینار ولی کامل خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کی یاد میں تھا اس لیے بطور خاص حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے صاحبزادے اور اجل خلفاء بھی رونق افروز تھے۔ قابل ذکر مندوبین کے نام یہ ہیں۔

علامہ خالد محمود، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد الیاس گھمن، صاحبزادہ رشید احمد، مولانا فضل الرحیم اشرفی، مولانا محب اللہ آف لورالائی، مولانا عبد الغفور آف ٹیکسلا، مولانا محمد طیب حنفی، مولانا محب النبی، مولانا عبد الشکور حقانی، مولانا عابد جمشید، سید سلمان گیلانی، مولانا مقصود احمد حنفی، مولانا امجد سعید، مولانا مجیب الرحمن انقلابی، مولانا عزیز الرحمان ثانی، مولانا عبد العزیز۔ وغیرہ

کارروائی تلاوت کلام مجید سے شروع ہوئی بعد ازاں مندوبین خاص اپنے وقت مقرر کے مطابق امام اعظم ابو حنیفہ کی ہمہ جہت شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال فرماتے رہے۔ سیمینار کے آرگنائزر مولانا عبد الشکور حقانی نے نقابت کے فرائض انجام دیے۔

معروف مذہبی شخصیت مولانا زاہد الراشدی نے مولانا محمد الیاس گھمن اور ان کی جماعت کی خدمات کو سہراتے ہوئے کہا۔

بحیثیت تاریخ کا طالب علم ہونے کے ایک سوال کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ امام اعظم ابو حنیفہ کو چیف جسٹس کا عہدہ سونپنے پر مجبور کیا گیا امام موصوف نے نہ صرف اس سے

انکار کر دیا بلکہ جیل جانا گوارہ کر لیا اور وہیں سے آپ کا جنازہ نکلا جبکہ دوسری طرف امام موصوف کے شاگرد خاص امام ابو یوسف نے قاضی القضاۃ کے عہدے کو قبول کر لیا۔ آخر کیوں؟

اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز کا اڑھائی سالہ دور حکومت دیکھا اس کے بعد جب یزید بن عبد الملک تخت نشین آرا ہوا تو اس نے کہا عمر بن عبد العزیز فریب خوردہ شخص تھا اپنے عمال کو حکم جاری کیا کہ آج سے جیسے تین سالہ پہلے کی حالت تھی دوبارہ وہی حالات پیدا کیے جائیں چنانچہ ایسا ہوا بھی لوگ دوبارہ اسی ابتری کا شکار ہو گئے۔

امام اعظم ابو حنیفہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو دو بنیادی کاموں کی طرف متوجہ ہو گئے جس سے اسلامی ریاست قائم کی جا سکتی تھی وہ دو بنیادی کام قانون سازی اور افراد سازی کے تھے شریعت کو قانون کی شکل دینے کے لیے پرائیویٹ سطح پر ایک ادارہ قائم کیا جس میں مختلف الانواع علوم وفنون کے ماہرین بٹھائے اور باہمی مباحثے کرائے محتاط اندازے کے مطابق تقریباً 80 ہزار دفعات پر مشتمل عملی قوانین مرتب فرمائے، اسی طرح قانون سازی بھی کی گویا فقہ اسلامی کے پہلے مدون امام اعظم ابو حنیفہ ہیں۔

لیکن آپ جانتے ہیں کہ پہلا اسلامی دستور کس نے مرتب کیا؟ وہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسف ہیں جنہوں نے ہارون الرشید کی درخواست پر دستور اسلامی مرتب کیا، اس کے بعد کام تھا افراد سازی امام ابو حنیفہ نے کوفہ کی جامع مسجد میں اپنے تلامذہ کو جمع فرمایا اور کہا کہ میں نے تم کو تیار کر دیا ہے اب تم میں سے 40 تو ایسے ہیں جو قاضی بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور 10 ایسے ہیں جو قاضی بنانے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اب تم اٹھو اور سارے عالم میں انصاف وعدل کی بہاریں چلا دو۔ چونکہ قانون سازی اور افراد سازی کے لیے محکمہ قضا سے دور رہنا حکمت ودانش کا تقاضا بھی تھا اور مجبوری بھی تھی اس لیے خود علمی کام میں مصروف رہے اور امام ابو یوسف کو چونکہ تیار کر لیا تھا اس لیے وہ چیف جسٹس بن گئے۔

مولانا زاہد الراشدی نے مزید کہا؛ اگر آج امام ابو حنیفہ آجائیں تو وہ تمام دینی وسیاسی تحریکات کی اصلاح اور سرپرستی کریں گے اور معاشرے سے کرپشن کو بالکل ختم کردیں گے علمی دنیامیں اجتماعی شورائی کمیٹی تشکیل دیں گے۔

سفیر احناف متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن نے تمام حضرات مندوبین اور شرکاء سیمینار کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا ہمارے بارے میں یہ غلط مشہور کیا جارہا ہے ہم اللہ اور اس کے رسول کے ذکر کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کا ذکر کرتے ہیں انہوں نے سختی سے اس کا رد کیا کہ واللہ بخدا ایسی بات بالکل نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے **اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم** اللہ کی اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولی الامر ہیں ان کی اطاعت کرو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو فقہاء کے حوالے کیا معجم کبیر طبرانی میں موجود ہے حضرت علی نے سوال کیا یارسول اللہ اگر کوئی مسئلہ پیش آجائے جس بارے میں نہ تو کرنے کا حکم ہو اور نا ہی چھوڑنے کا ذکر ہو تو ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **تشاورون الفقھاء** تم فقہاء سے مشاورت کرو۔

اس لحاظ سے تدوین فقہ کا سہرا چونکہ امام ابو حنیفہ کے سر پر تھا وہ سید الفقہاء ہیں روضہ رسول کے سامنے جو ستون ہیں ان پر امام ابو حنیفہ کا نام کندہ ہے ہم وطن عزیز پاکستان بلکہ پوری دنیامیں امام ابو حنیفہ کی تعلیمات کا پرچم لہرا رہے ہیں اور کثیر تعداد میں لوگ روز بروز اس کے سائے تلے جمع ہو رہے ہیں امام ابو حنیفہ وہ عظیم المرتب شخصیت ہیں جن کو معاصرین فقہاء اور بعد میں آنے والے جلیل القدر محدثین اور فقہاء نے خراج عقیدت پیش کیا ہے؟

چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہو اگر وہ اس لکڑی کے ستون کو سونا کا ثابت کرنا چاہے تو دلائل کی قوت سے اسے ثابت کر سکتا ہے اور وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان موجود ہے کہ اگر کوئی شخص دین کی تفقہ حاصل کرنا چاہے وہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے اصحاب سے حاصل کرے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے عیال ہیں ۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں علم و روع اور تقوی کے جس مقام پر ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہے وہاں دنیا کا کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا۔

انہوں نے کہا کہ علم کی دنیا میں ہم نے امام ابو حنیفہ کے دلائل کو ترجیح کے ساتھ مانا ہے اور ان کا دفاع کرنا بھی ہمارا جانتے ہیں۔ جماعتی پالیسی کے لحاظ سے انہوں نے کہا کہ ہمارا علمی اور فکری لٹریچر مارکیٹ میں موجود ہے۔ اس موقع پر انہوں نے یاد دلایا کہ بعض مشائخ خصوصا مولانا مکی حجازی نے مجھے فرمایا کہ نماز کے موضوع پر ایک ایسی کتاب لکھی جائے جس میں شروع تا آخر احادیث سے دلائل احناف کو جمع کر دیا جائے چنانچہ "نماز اہل السنت والجماعت" کے نام سے ہم نے ایک کتاب شائع کر دی ہے۔ ہم سال نو جنوری 2012 سے ماہنامہ "الفقیہ" کا اجراء کر رہے ہیں۔

عالم اسلام کی عظیم علمی شخصیت ڈاکٹر علامہ خالد محمود، پی ایچ ڈی آف لندن نے اپنی گفتگو کا آغاز ان الفاظ سے کیا۔ میں مولانا محمد الیاس گھمن کی تقریر کی وجہ سے کھڑا ہو کر بیان کر رہا ہوں کیونکہ تاریخ لکھنے والا یہ نہ لکھ دے کہ

ناداں جھک گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یورپ اور باہر کی دنیا میں جب ہم اسلام کی نمائندگی کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو لوگ ہم سے عموما یہ پوچھتے ہیں قرآن کی ساڑھے چھ ہزار کے قریب آیات اور حذف مکررات کے ساتھ تقریبا دس ہزار احادیث تو محدود ہیں اور زمانے کے مسائل لامحدود ہیں تو اسلام عالمگیر مذہب کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کی دو حیثیتیں ہیں منصوصہ اور غیر منصوصہ اللہ تعالی نے فقہاء کو یہ مہارت دی ہے کہ وہ غیر منصوصہ سے مسائل واحکام کا استنباط کر لیتے ہیں گویا یہ علوم کی کنجیاں ہیں جہاں سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسائل کا حل نکل آتا ہے اسی کا نام فقہ اور اجتہاد ہے لیکن باقی ائمہ کرام کی رائج فقہوں میں اور امام ابو حنیفہ کی مدون شدہ فقہ میں ایک بنیادی

فرق ہے باقی ائمہ کی فقہ فی المسائل ہے اور امام ابو حنیفہ کی فقہ فی الایمان وفقہ فی المسائل دونوں ہیں امام ابو حنیفہ نے اپنے دور کے گمراہ فرقوں کے ساتھ مباحثے اور مناظرے کیے پہلے فقہ اکبر ہے یعنی فقہ فی الایمان پھر فقہ اصغر ہے یعنی فقہ فی المسائل امام ابو حنیفہ کی محنت کا دائرہ کار ایمانیات، عبادات، معاملات اور معاشرت و تجارت وغیرہ پر محیط ہے۔

مولانا فضل الرحیم اشرفی دامت برکاتہم نے تمام علماء کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ مولانا محمد الیاس گھمن اوران کی جماعت اتحاد اہل السنت والجماعت نے جس طرز پر فقہی اور فکری شعور بیدار کرنے کی تحریک چلائی ہے یقینا قابل تحسین ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے اسلاف پر اعتماد کر کے آگے بڑھنا ہو گا اسلاف کو برا بھلا کہنا یقینا ایمان سے محرومی کا باعث ہے

قاری محمد طیب حنفی نے کہا؛ امام اعظم کی تعلیمات کو معاشرہ میں عام کیا جائے اس سے جہاں جہالت کا خاتمہ ہو گا وہاں پر دینی شعور بھی بیدار ہو گا۔ "امام اعظم" کا مطلب یہ ہے کہ باقی ائمہ فقہاء مثلا امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل امام سفیان ثوری وغیرہ جیسے ائمہ کی صف میں امام ابو حنیفہ "امام اعظم" ہیں انہوں نے بڑی سختی سے اس کی تردید کی کہ امام اعظم کو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا امام مانتے ہیں [العیاذ باللہ]

شاعر اسلام سید سلمان گیلانی بھی اس سیمینار میں مدعو تھے انہوں نے اپنے منظوم کلام سے امام اعظم کی بارگاہ عالیہ میں خراج عقیدت پیش کیا اس طرح مولانا مقصود احمد حنفی نے بھی اپنا تازہ کلام بجناب امام ابو حنیفہ پیش کیا۔

احناف میڈیا سروس کے ڈائریکٹر مولانا عابد جمشید رانا نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ انٹرنیٹ کے نقصانات دو طرح کے ہیں فحاشی و عریانی کا فروغ اور عقائد واعمال کا بگاڑ۔ نام نہاد اسکالرز جنہوں نے اپنے آپ پر مذہب کا لیبل چسپاں کیا ہوا ہے آئے دن عقائد و نظریات اور اسلام کے احکامات ونواہی پر عقل نارسا کی وجہ سے اعتراضات اٹھاتے ہیں۔ اکابر کی سرپرستی میں ہم اس میدان میں بھی مورچہ زن بیٹھے ہیں۔ عنقریب ہم ایک ٹی وی چینل لانچ کرنے کا

ارادہ رکھتے ہیں اس کے لیے ہم نے پیپر ورک مکمل کر لیا ہے اسٹوڈیو کی تعمیر کا کام بھی شروع ہے علاوہ ازیں ہماری چار ویب سائٹس بیک وقت کام کر رہی ہیں۔

سیمینار شروع سے آخر تک پر رونق رہا ہال کچھا کھچ شرکاء سے بھرا ہوا تھا۔ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ جماعت کی طرف سے ایک فارم دیا گیا کہ وہ اپنے تاثرات اس پر لکھیں تقریباً تمام لوگوں نے اس اقدام کو خوب سراہا اور عزم کیا کہ اس طرح کے پروگرام ہر ضلع میں کیے جائیں۔ اللہ تعالی ہمیں امام ابو حنیفہ کا جانشین بنائے اور ان کی فکر، تفقہ، ورع اور خشیت الٰہی سے وافر حصہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین

عورت کی زبان درازی

مسز عظیم گل ایبٹ آباد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورت کے جہنم میں جانے کی چار وجہیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک سبب "زبان درازی" بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں ایک ایسی عورت دیکھی جو زبان کے بل جہنم کے اندر لٹکی ہوئی تھی۔ اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ عورت ہے جو اپنی زبان درازی سے اپنے شوہر کو تکلیف پہنچایا کرتی تھی۔ بعض وعورتوں میں بلا شبہ یہ بری خصلت پائی جاتی ہے وہ زبان دراز، بد گو اور بہت زیادہ زبان چلا کر اپنے شوہر کو تکلیف پہنچانے کی عادی ہوتی ہیں، اور یہ بات تو مردوں میں بھی ہوتی ہے کہ وہ اپنی زبان سے اپنی بیوری کو ناحق تکلیف پہنچائے یا اس کو ستائے یہ مرد کے لئے بھی وبال کا باعث ہے۔ لیکن اس حدیث میں یہ صفت خاص عورتوں کے متعلق بیان کی جارہی ہے کہ بات بات پر شوہر سے لڑنا اور بد تمیزی کرنا اور ایسی باتیں کرنا جس سے شوہر کا دل دکھے اور اس کو تکلیف پہنچے۔ ایسی خواتین کے بارے میں یہ عذاب بتایا گیا ہے کہ وہ جہنم میں زبان کے بل لٹکیں گی۔

حصول علم اور مشکلات

ام رومیشہ، لاہور

ارباب بصیرت کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ ہر پسندیدہ چیز کو حاصل کرنے کے لیے اس سے کم حیثیت چیز کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

علم اعلی درجہ کا محبوب ہے اسے حاصل کرنے کے لیے مال، وقت، احباب کی قربانی دیے بغیر حاصل کرنا ممکن نہیں۔ امام یحیی بن کثیر نے فرمایا کہ جسم کی راحت کے ساتھ علم حاصل کرنے کی استطاعت نہیں ہوتی۔

امام محمد بن سحنون کی ایک لونڈی تھی امام صاحب ایک دن ان کے گھر تشریف لائے دیر تک کتاب کی تصنیف و تالیف میں مشغول رہے وہ کھانا لے کر آئیں کہ کھانا کھایئے انہوں نے جواب دیا کہ میں مشغول ہوں جب کافی دیر گزر گئی تو لونڈی نے ایک ایک لقمہ ان کے منہ میں دینا شروع کر دیا یہاں تک کہ کھانا ختم ہو گیا جب صبح کی آذان ہوئی تو لونڈی سے کہا کہ کھانا لے کر آ اس نے جواب دیا کھانا تو میں نے لقمہ لقمہ کر کے آپ کو کھلا چکی ہوں فرمایا کہ مجھے اس کا احساس بھی نہیں۔

حافظ یعقوب بن سفیان نے فرمایا کہ میں نے تیس سال تک سفر کیا میرے سفر کے دوران ہی میرا خرچ کم ہو گیا میں رات کو پابندی کے ساتھ کتابت کیا کرتا تھا اور دن کو پڑھا کرتا تھا ایک رات میں چراغ کی روشنی میں بیٹھا لکھ رہا تھا سردیوں کا موسم تھا میری آنکھوں میں پانی اتر آیا مجھے دکھائی نہیں دے رہا تھا میں علم کے فوت ہونے اور شہر کے دور ہونے کی وجہ سے رونا شروع ہو گیا اس حالت میں مجھے نیند آ گئی۔

خواب میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے مجھے آواز دی یعقوب تم کیوں رو رہے ہو۔۔؟ میں نے عرض کیا کہ میری نگاہ ختم ہو گئی اس کی وجہ سے جو علم فوت ہو گیا اس پر میں رو رہا ہوں آپ نے فرمایا کہ میرے قریب آجاؤ۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا آپ نے میری آنکھ پر ہاتھ مبارک پھیرا جیسے کچھ پڑھ رہے ہوں میں بیدار ہو گیا میری بینائی پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

ان لوگوں نے علم کو حاصل کرنے کے لیے ہر طرح کی مشقت کو برداشت کیا جب تک کوئی بھی انسان تکالیف اور مصائب کو برداشت نہیں کرتا اس وقت تک انسان کو کامل علم نصیب نہیں ہو سکتا۔

کسی نے کہا۔

من طلب العلی من غیر جهد

اضاع العمر فی طلب المحال

ترجمہ؛ جو بغیر محنت و کوشش اور جدوجہد کے بلندی کا طلب گار ہوتا ہے وہ اپنی زندگی کو ایک محال چیز کی جستجو میں ضائع کرتا ہے

اس لیے طالب صادق کو چاہیے کہ علم کے حاصل کرنے میں جو بھی مشقت کرے اس کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ ورنہ کبھی بھی اپنی مراد کو نہیں پا سکے گا۔ اللہ تعالی کی عادت مبارکہ یہ ہے کہ وہ کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتے خواہ دنیاوی ہو یا دینی۔

اس لیے حصول علم کے لیے کوشاں میری ہر بہن عزم کرے کہ وہ عارضی تکالیف اور مصائب کا مقابلہ کر کے اپنی دنیا اور عقبی دونوں کو سنواروں گی اور اپنی اولاد کو بھی زیور تعلیم سے مزین کروں گی۔

حق والوں کی ہے پہچان

مولانا مقصود احمد حنفی

کتنا عظیم انسان حضرت الیاس گھمن
حق والوں کی ہے پہچان حضرت الیاس گھمن
پختہ تیرا علم ہے تحقیق تیرا خاصہ
سیراب ہو گا تجھ سے ہر علم کا پیاسہ
گئے مان اہل ایمان حضرت الیاس گھمن
علمی بصیرتوں سے رب نے تجھے نوازا
باطل کا اس جہاں سے نکلے گا اب جنازا
باطل ہے اب پریشان حضرت الیاس گھمن
شرک و بدعت کوتونے ہے توڑ کر دکھایا
وحدت کا جام خالص تو نے ہمیں پلایا
تیرا بڑا ہے احسان حضرت الیاس گھمن
اسلام کے عدو نے جب ہے کوئی وار کیا
دشمن کے حوصلوں کو تو نے بیکار کیا
کہتے ہیں سب مسلمان حضرت الیاس گھمن
مقصود جس نے ہے دین ہمیں سکھایا
اصحاب مصطفی کاراستہ ہمیں دکھایا
سکھایا نماز قرآن حضرت الیاس گھمن

مسئلے

ڈاکٹر منصور احمد باجوہ

- کوئی مسئلہ مشکل نہیں ہوتا بشرطیکہ کسی اور کو پیش آرہا ہو۔
- ہماری زندگی ہمیشہ ہمارے لیے مسائل کھڑے کرتی ہے اور ہمارے موت دوسروں کے لیے۔
- مسئلوں کا حل صرف یہی ہے کہ ان کے ساتھ پر امن بقائے باہمی کا سمجھوتا کر لیا جائے۔
- کمیٹی صرف ان مسئلوں کے حل کے لیے بنائی جاتی ہے جو حل نہ ہو سکتے ہو یا جنہیں کوئی حل کرنا نہ چاہتا ہو۔
- مسئلے کھڑے کرنے والوں سے حل کی توقع صرف بیوقوف کرتے ہیں یا ان کے ووٹر۔
- مسئلے کھڑے کرنے والوں کا ایک حل یہ ہے کہ انہیں مسئلوں کے ساتھ کھڑا کر دیا جائے۔
- بڑے مسئلے ختم کرنے سے ہمیشہ چھوٹے مسئلے بڑے بن جاتے ہیں۔
- درختوں کی طرح اوپر سے کاٹنے سے مسئلے حل نہیں ہوتے بے شمار نئی شاخیں لٹک جاتی ہیں۔
- ہم مسئلوں کے حل کے لیے ہمیشہ انہی سے رجوع کرتے ہیں جنہوں نے مسئلے پیدا کئے ہوں۔

- مسئلے بذات خود نہ چھوٹے ہوتے ہیں نہ بڑے ہم خود انہیں چھوٹا بڑا بناتے ہے۔
- چھوٹے چھوٹے مسئلوں کو ختم کر دی جائے تو بڑے بڑے مسئلے خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔
- لوگوں کے بڑے بڑے مسئلے حل کرنے کے موقع تو کبھی کبھی آتے ہیں چھوٹے موٹے مسائل کا حل کرنے کے مواقع ہر وقت میسر ہوتے ہیں مگر ان سے بھی لوگ کم لوگ ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔
- کسی مسئلہ سے جان چھڑانے کا آسان ترین طریقہ ہے کہ اسے حل کر دیا جائے یا کسی اور کے کھاتے میں ڈال دیا جائے۔
- کسی بے وقوف کو کبھی کوئی مسئلہ پیش نہیں آیا ہاں اس کی وجہ سے دوسروں کو بے شمار پیش آتے ہیں۔
- بڑے لوگوں کو چھوٹے لوگوں کے بڑے بڑے مسائل بھی اس لیے چھوٹے چھوٹے نظر آتے ہیں کہ وہ انہیں ہمیشہ دور سے دیکھتے ہیں۔
- ہر مسئلہ اپنی طبعی عمر کو پہنچ کر دم توڑ جاتا ہے مگر مصیبت یہ کہ بال بچے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔
- مسئلہ صرف اتنا ہی بڑا ہوتا ہے جتنی ہم اسے اہمیت دیتے ہیں۔
- لوگ ہم سے صرف اتنی ہی توقعات رکھتے ہیں جتنی ہم ان کو امید دلاتے ہیں۔
- چھوٹے لوگوں کے مسائل بھی چھوٹے ہی ہوتے ہیں صرف چھوٹے ہونے کی وجہ سے انہیں بڑے لگتے ہیں۔

سدا رہے تجھ پہ رحمت کا سایہ

امتہ الودود، چکوال

دور ظلمت میں شمع بن کر آیا
کھو چکے تھے ہم دار فانی میں
خواب غفلت میں اس نے ہمیں جگایا
جاری تھیں اغیار کی روش پر
صراط مستقیم پر اس نے ہمیں چلایا
مدیر محترم پر ہوں خدا کی عنایتیں ہزاروں
کہ جنہوں نے اداریہ سے ہے اس کو سجایا
اللہ کرے رائیٹرز کا ہو زور قلم زیادہ
جذبات کو ہمارے ہے جنہوں نے گرمایا
اوراق بنات اہلسنت میں غازی ولی مجاہد
ماؤں کا احوال ماضی بھی اس میں پایا
ثابت قدم رکھ تو ان حضرت گھمن کو یارب
بنات اہلسنت جنہوں نے ہے پھیلایا
کھلا رہے سارا گل بنات اہلسنت کا
گلشن دین کی زینت کو ہے اس نے بڑھایا
مبارک صد مبارک تجھے اے بنات اہلسنت
سدا رہے تجھ پر رحمت کا سایہ

ہمارا کچن

فرائی چانپ

اہلیہ محمد شریف، لاہور

اجزاء:

چانپ:	ایک کلو
دہی:	آدھا کلو
انگوری سرکہ:	چار چمچ
آئل:	حسب ضرورت
گرم مسالہ:	دو چمچ
خشک دھنیا:	دو چمچ
انڈے:	دو عدد
نمک:	حسب ذائقہ
مرچ:	حسب ذائقہ

ترکیب:

سب سے پہلے کسی برتن میں دہی اچھی طرح پھینٹ لیں پھر اس میں انگوری سرکہ گرم مسالہ، خشک دھنیا اور نمک مرچ ملا کر اچھی طرح مکس کر لیں، پھر ایک ایک چانپ کو اچھی دہی لگا کر الگ برتن میں رکھ دیں اور جو تھوڑا سا دہی سب چانپوں کے اوپر ڈال کر بارہ (12) گھنٹے تک رکھ دیں، اس کے بعد انڈے اچھی طرح پھینٹ لیں اور ہلکی آنچ پر آئل گرم کر لیں اور پھینٹا ہوا تھوڑا تھوڑا انڈا چانپ پر لگا کر ایک ایک پیس آئل میں ڈالتے جائیں اور اچھی طرح فرائی کر کے گرما گرم چانپ کیچپ کے ساتھ پیش کریں۔ ہمارا حصہ رکھنا مت بھولیے۔

گوشہ ظرافت

راہ گیر: (بچے سے) "تم نے اپنی انگلی پر یہ دھاگا کیوں باندھا ہوا ہے؟"

بچہ: "یہ دھاگا امی نے باندھا ہے تاکہ میں خط ڈالنا نہ بھول جاؤں"۔

راہ گیر: "تو کیا تم نے خط ڈال دیا؟"

بچہ: "نہیں امی مجھے خط دینا بھول گئی ہیں"۔

عمرانہ ہاشمی، سرگودھا

❀❀❀

مجسٹریٹ: تم دوٹوک جواب دو تم نے جرم کیا ہے یا نہیں؟

ملزم: جناب! اگر فیصلہ مجھے ہی کرنا ہے تو آپ اپنا قیمتی وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں؟

فرحت نسیم، لاہور

❀❀❀

باپ: کیا تمہارا سالانہ امتحان ختم ہو گیا ہے؟

بیٹا: رزلٹ بھی نکل گیا ہے۔

باپ: مجھے بتایا کیوں نہیں؟

بیٹا: اس لیے کہ کسی نئی کتاب کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

شہزاد اقبال، راولپنڈی

❀❀❀

گاہک ہوٹل کے بیرے سے کہہ رہا تھا "میں اس کمرے میں ہرگز نہیں رہوں گا۔ کیا تم نے مجھے جانور سمجھ رکھا ہے۔ اس میں تو صرف ایک اسٹول پڑا ہے۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ میں پہلی بار گاؤں سے شہر آیا ہوں۔ اس لیے مجھے الو بنالو گے"۔

بیرے نے جھنجلا کر کہا "چلئے صاحب اندر تو چلئے۔ یہ آپ کا کمرہ نہیں لفٹ ہے لفٹ، سمجھے"۔

ایک وکیل (دوسرے وکیل سے) "میرے موکل کی حرکت دیکھی"۔

دوسرا وکیل: "کیا ہوا؟"

پہلا وکیل: "میں نے اسے جعلی نوٹوں کے مقدمے میں بری کرایا اور وہ کم بخت مجھے فیس میں وہی جعلی نوٹ دے گیا۔

افق مشتاق، ساہیوال

❀❀❀

ایک دفعہ کمرہ امتحان میں ایک لڑکا سامنے والے کے پرچے کو غور سے پڑھ رہا تھا۔

استاد: "کیا کر رہے ہو؟"

شاگرد: (گھبرا کر) "دیکھ رہا ہوں اس نے میرے پرچے کی نقل تو نہیں کی"۔

شازیہ نصیر، شیخوپورہ

❀❀❀

امیدوار نے انٹرویو لینے والے افسر سے کہا۔

جناب نوکری کی تلاش میں میرے جوتے گھس چکے ہیں.

افسر نے سوچ کر کہا۔"تم سے انٹرویو کے درمیان یہ بات کوئی پانچ بار دہرا چکے ہو۔پہلے فیصلہ کر لو کہ تمہیں نوکری چاہیئے یا جوتے۔

فرح احمد، اوکارۃ

❀❀❀

ایک مکان پر مالک مکان نے "مکان خالی ہے" کا بورڈ لگا رکھا تھا۔ساتھ ہی ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ "یہ مکان صرف ان لوگوں کو دیا جائے گا، جن کے بال بچے نہ ہوں۔" ایک دن ایک بچہ مالک مکان کے پاس آیا اور بولا۔ "مہربانی کر کے یہ مکان مجھے دے دیجئے۔" میرا کوئی بال بچہ نہیں۔

امبرین جواد، قصور

غزالاں تم تو واقف ہو

دیے سے پھر دیا جلتا چلا جائے گا محفل میں
فقط پہلا دیا تجھ کو جلانے کی ضرورت ہے
ارسلان شاہ، بہاولپور

سیرت نہ ہو تو عارض و رُخسار سب غلط
خوشبو اُڑی تو پھول فقط رنگ رہ گیا
مصباح اشفاق، لاہور

کانٹوں کو مت نِکال چمن سے کہ باغباں
یہ بھی گُلوں کے ساتھ پلے ہیں بہار میں
صدف اقبال، اوکاڑہ

کیا عجب تم نے بھی طبیعت پائی ہے ہمدم
بہت غمگیں ہو تو لگتا ہے شاد ہو جیسے
ذکا اللہ شاہ، لیہ

امت کا بکھرا ہوا شیرازہ ہم کیوں نہیں ہوتا
امت پہ کرم ربِ کرم کیوں نہیں ہوتا
دلاور خان، حسن ابدال

آدمی سے انسان تک آؤ گے تو سمجھو گے
کیوں چراغ کے نیچے روشنی نہیں ملتی
نعیم اللہ خان

حرف حرف رٹ کے بھی آگہی نہیں ملتی
آگ نام رکھنے سے روشنی نہیں ملتی
شمسہ یونس، گوجرانوالہ

یہ درسِ اوّلیں مجھ کو ملا میرے بزرگوں سے
راہِ سفر نہ دیکھ شریکِ سفر کو دیکھ
حافظہ انیلہ کوثر، سرگودھا

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
دل بہار بانو، مانسہرہ

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی
ماہم طارق، شیخوپورہ

کیا بات ہے اس دور کے انساں کو مولا
بربادی انسانیت کا غم کیوں نہیں ہوتا
شازیہ پروین، مانسہرہ

چکور خوش ہے کہ بچوں نے اڑنا سیکھ لیا
اداس بھی ہے کہ وقت آگیا بچھڑنے کا
اقصیٰ اشفاق، حافظ آباد

سنا ہے ان کے اشکوں سے بجھی ہے پیاس صحرا کی
جو کہتے تھے کہ پتھر ہیں ہمیں رونا نہیں آتا
افق پروین، گجرات

ہر کوئی رو کر دکھائے یہ ضروری تو نہیں
خشک آنکھوں میں بھی سیلاب ہوتے ہیں
صدیق حسن

ہمیں چھوڑ کے کس رستے وہ جاتے ھیں
سارے رستے واپس میرے دل کو آتے ھیں
نسرین خانم، کوئٹہ

انا پرست تو ہم بھی غضب کے ہیں لیکن
تیرے غرور کا بس احترام کرتے ہیں
بلقیس نواز

ہمیں لکھ کر کہیں محفوظ کرلو محسن
تمہاری یادوں سے اب نکلتے جارہے ہیں ہم
محمد اعجاز، قصور

لگا کر آگ شہر کو یہ بادشاہ نے کہا
اٹھا ہے دل میں تماشے کا آج شوق بہت
جھکا کر سر کو سبھی شاہ پرست بول اٹھے
حضور کا شوق سلامت ، شہر اور بہت
عائشہ افتخار

تمنا ہے کہ رہے روشن تیری زندگی کی یہ محفل
اجالا مل سکے ہم سے تو ہم خود کو جلا دیں گے
شاہدہ خالد

ہر پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروساں
کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کے لیے
سمیرا یسین، راولپنڈی

اے جذبہ دل چلنے کو تیار تو ہوں پر یاد رہے
اس وقت چونکا دینا جب رنگ پہ محفل آجائے
دل نواز بانو، اوکاڑہ

میں روز حشر کا قائل ہوں پھر بھی ہنستا ہوں
کہ اک بندہ ،خدا کو حساب کیا دے گا
سعدیہ، لاہور

اس صدی میں تیرے ہونٹوں پہ تبسم کی لکیر
ہنسنے والے تیرا پتھر کا کلیجہ ہوگا
مینا ارشاد

ہم جل کر بھی روشنی پھیلاتے رہے
اس لیے لوگ ہمیں جلاتے رہے
میرے جلنے کو کسی نے دیکھا ہی نہیں
بس میری روشنی پر سب مسکراتے رہے
صدیق شاہ، شیخوپورہ

نہیں مصروف اتنا کہ اپنوں کو بھول جاؤں
کوئی جب منتظر نہ ہو تو رابطہ اچھا نہیں
فردوس بانو، لاہور

عشق بتاں کی مزلیں، ختم ہیں سب گناہ پر
جس کی ہو ابتدا غلط، کیسے صحیح ہو انتہا
کلیم اللہ، سرگودھا

تقدیر کے قاضی کا فیصلہ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات
بلقیس نواز

سوکھے ہوئے پتے ہیں ہم بھلا کون پوچھے گا ہمیں
ضرورت میں اٹھاتے ہیں جلانے کے لیے لوگ
ماہم طارق، شیخوپورہ

اللہ کا انکار ہے انکار محمد
اقرار ہے اللہ کا اقرار محمد
فاطمہ بتول، حافظ آباد

دشمنوں کو عیش آب و گل دیا
دوستوں کو اپنا درد دل دیا
اس کو ساحل پر بھی طغیانی ملی
ہم کو طوفانوں میں بھی ساحل دیا
عمر فاروق،
کراچی

تیری رحمتوں پر ہے منحصر میرے ہر عمل کی قبولیت
نہ مجھے سلیقہ التجاء، نہ مجھے شعور نماز ہے
مظہر شاہ

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے
شاہ حکیم محمد اختر

وہ ہی تفریق کا عالم ہے بعد از موت بھی
نہ کتبے ایک جیسے ہیں نہ قبریں ایک جیسی
مریم شہباز، لاہور

بد نظری جو کر لیتا ہے روزانہ لٹل بٹ
وہ تاج ولایت کے لیے رہتا ہے ان فٹ
شاہ حکیم محمد اختر

دے دے دیار مرشد محبوب کا پتہ
باد صبا تو اڑتی ہے لے کر کدھر مجھے
طاہرہ پروین، فیصل آباد

جب ترا اے دوست اسٹریکچر ہلا
مجھ پر راز حسن ڈسٹمپر کھلا
حسن جب چہر سے زائل ہوگیا
وہ نظر آیا مجھے بندر کھلا
شاہ حکیم محمد اختر

آپ نے لکھا

ادارہ

محترم جناب مدیر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہ دسمبر کا شمارہ ہاتھ میں آیا ٹائٹل بہت خوبصورت تھا کیا کہیے ماہنامہ بنات اہلسنت گلشن صحافت کا ایک تازہ گلاب ہے جو اپنی مہک سے پہچان لیا جاتا ہے جیسے خوشبو اپنی پہچان خود کرا دیتی ہے اور تمام قارئین کی تحریریں پنکھڑیوں کی شکل میں مل کر یہ حسین گلاب بنا دیتی ہے، اللہ پاک ہم کو اس کی مہک چار سو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

محترم معاون مدیر صاحب یقینا یہ میری تیسری تحریر ہے اپنی تحریر ارسال کر کے میں نے اس کا انتظار کرنا شروع کر دیا کہ جب رسالہ آیا اور شمارہ میں اپنا نام نہ پایا افسوس بہت ہوا کہ لو جی دردی کی ٹوکری اتنے آرام سے ہماری تحریر ہضم کر گئی اور ڈکار تک نہیں لیا۔

محترم معاون مدیر صاحب چند الفاظ بنات اہلسنت کی خدمت میں بشکل اشعار ارسال کر رہی ہوں۔

امتہ الودود، چکوال

جواب:

جی بہن آپ کی تحریر پہلے شمارے میں لگ چکی ہے ادارہ اپنی پالیسی کے پیش نظر تمام تحریریں نہیں لگا سکتا۔ تاہم جو پالیسی کے موافق ہوں وہ بھی اپنی اپنی باری پر لگا دی جاتی ہیں۔

ماشاءاللہ آپ کا قلم اچھا چلتا ہے اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

- خضر محمود خان عقلائی آف تونسہ شریف کے والد محترم جناب حاجی صدیق محمد خان انتقال کر گئے ہیں۔
- حافظ محمد حفیظ قادری آف اوکاڑہ کی والدہ محترمہ انتقال کر گئیں ہیں۔
- مولانا شاہ محمد آف لیاقت پور کی اہلیہ محترمہ انتقال کر گئیں ہیں۔
- مفتی آصف محمود کا بیٹا محمد انتقال کر گیا ہے۔

مدیر اعلیٰ متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب اور ادارہ احناف میڈیا سروس ، احناف ٹرسٹ ، مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ کی پوری ٹیم ان سب حضرات کے لیے اور جو حوادثات میں ہلاک ہوئے یا مختلف امراض کی وجہ سے اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ان کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی ان پر کروٹ کروٹ اپنی رحمت نازل فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

نوٹ

قارئین کرام اپنے فوت شدگان کی اطلاع بذریعہ میسج کر دیا کریں تاکہ ایصال ثواب کی اپیل میں ان کا نام شامل ہو سکے۔

رابطہ کے لیے 03324576084